

## دیر پا ترقی، برابری اور تشدد

آکسائینڈر میتھیں اور نائٹریں آکسائینڈر فضاء میں خارج ہوتی ہیں۔ اس کا نتیجہ گلوب وارمنگ کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ اقوام تحدہ کے تبدیلی آب ہوا پر میں الگوحتی پیش کی روپورث، آئی پی سی سی روپورث 2013 میں انہی معلومات کا اعادہ کیا گیا ہے جو آئی پی سی روپورث 2007<sup>۱</sup> میں سامنے آئیں کہ گلوب وارمنگ واقعی ہو رہی ہے۔ اس پر کہا جاسکتا ہے کہ اس کا سبب کہ ارض کے محولیاتی نظام پر پیداوار اور تصرف کی شکلوں اور سطحوں کے اثرات ہیں۔ آئی پی سی سی روپورث 2013 میں خبردار کیا گیا ہے کہ ”آب ہوا کے نظام کی وارمنگ کی شک و شبے سے بالاتر ہے اور 1950 کی دہائی سے اس میں دیکھی جانے والی تبدیلیاں ہزاریکی آخری دہائیوں میں بنیظیر شکل اختیار کر گئیں۔ فضا اور سمندر گرم ہو گئے ہیں۔“<sup>۲</sup>

تبدیلی آب ہوا اور اس کے ساتھ گلوب وارمنگ کی وجہ سے کہیں انتہائی نوعیت کے واقعات مثلاً خشک سالی، سیلاں، سمندری طوفان اور شدید سردی اور بعض مقامات پر شدید گرمی کی شدت اور تواتر میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ سب کچھ بڑے پیمانے پر انسانی جانوں اور ذرا کم معاشر کے نقصان کا باعث بنا ہے اور اس کے ساتھ انسانوں کو مشکلات بھی اٹھانا پڑی ہیں۔ نہ صرف انسان بلکہ دیگر حیوانات اور پودے بھی اسکندہ چارہ دہائیوں کے دوران تبدیلی آب ہوا سے بری طرح متاثر ہوں گے۔ اگر اوسط درجہ حرارت 1.5 درجے سینٹی گریڈ سے تجاوز کر جاتا ہے تو پودوں اور جانوروں کی تقریباً 20 سے 30 فیصد اقسام کے نابود ہونے کا خدشہ ہے۔<sup>۳</sup>

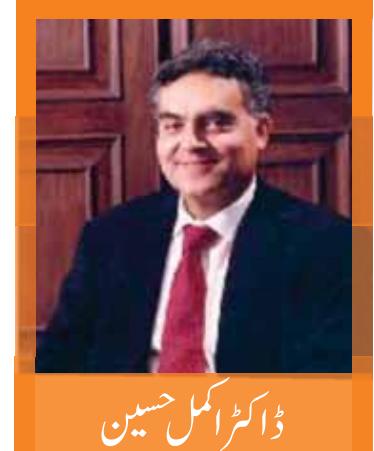
سانندان اس وقت اس بات پر متفق ہیں کہ اوسط درجہ حرارت میں اضافہ اگر اس صدی کے آخر تک دو درجے سینٹی گریڈ سے آگے کلک گیا تو ہم ایک ناقابل قصور صورت حال سے دوچار ہو جائیں گے اور کہہ ارض پر زندگی میں مدد دینے والے نظاموں پر اس کے اثرات انتہائی تباہ کن ہوں گے۔ اس کے پیش نظر یہیں میں آب ہوا پر ہونے والے غالیہ سر برہ اجلاس (COP21) کا مقدمہ اس حقیقت کا ازالہ کرنا تھا کہ اخراج میں 2.2 فیصد سالانہ اضافہ کے موجودہ غالیہ رجحانات کے تحت اوسط عالمی درجہ حرارت میں اضافہ سال 2100 تک 3.7 درجے سے 4.8 درجے سینٹی گریڈ کے درمیان پہنچ جائے گا۔ اس بناء پر کسی تباہی سے بچتے اور صدی کے

کیا جائے۔ تینا لوچی سے آنے والی تبدیلی اور معاشر افزائش کے عمل میں محولیاتی نظام پر جو اثرات مرتب ہوئے انہیں موزوں طور پر غلطی میں نہ لایا گیا۔

شوہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فریم ورک کے تحت معاشر افزائش کے عمل میں افراد کے درمیان اور ملکوں کے درمیان معاشر عدم مساوات بڑھتی چلی گئی۔<sup>۴</sup> اسی کا نتیجہ ہے کہ عالمگیریت کے رجحان پہنچنے میں آبادی کا ایک بڑا حصہ معاشر افزائش کے ثمرات سے محروم ہے۔ مثال کے طور پر دنیا کی آبادی کا ایک فیصد امیر ترین حصہ تیز زندگی گزار رہا ہے، جبکہ پچھلی طرف کے 39 بیصد غربت کا شکار ہیں یعنی تحریف کی رو سے وہ افراد جو دوسری کی ڈالر یومیہ پر گزر بس کر رہے ہیں۔ اس معاشری محرومی کے ساتھ ساتھ معاشرے کے دوسرے طبقات ایسے ہیں جو اقتدار اور طرزِ حکمرانی کے ان نظاموں سے سیاسی طور پر خارج ہیں جو ان کے سماجی، ثقافتی اور ماحولیاتی حالات کی تسلیکیں کرتے ہیں۔

اس آرٹیکل میں پہلے میں اس حوالے سے بات کروں گا کہ تازہ ترین سائنسی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ صنعتی انقلاب کے وقت سے انسانی افعال کے نتیجے میں کہہ ارض پر زندگی خطرے سے دوچار ہے۔ لہذا دنیا کے مالک کو اس خطرے کی شدت کم کرنے کے لئے کاربن کے اخراج میں فوری کمی لانا ہو گی۔ اس کے بعد سوچل سائنس اور قدیم یکین میش قیمت روایتی علم کی نیا دیر پیچھتی جائے گی کہ موجودہ محولیاتی بحران انسانوں، اشیاء اور فطرت کے درمیان بالخصوص غیر انسانی تعلق کا نتیجہ ہے۔ لیکن ماہول کا یہ بحران محض تینا لوچی کا مسئلہ نہیں بلکہ لازمی طور پر انسانی تہذیب کا بھی بحران ہے۔

گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں کیا چیختی صنعتی انقلاب کے وقت سے عالمی محولیاتی نظام پر دباؤ مسلسل بڑھ رہا ہے اور اس شایدنازک نفع کو پہنچ گیا ہے۔ پیداوار میں مسلسل تو سبیع کے لئے بینادی طور پر ناگزیر ہے کہ صارف پرستی کے ایک کلپکر کو ترویج ملے جس میں فرد اشیاء کے حصول کی نہ ختم ہونے والی خواہش پر چلتا ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ ایک طویل عرصے سے پیداوار اور سماجی زندگی کی سرمایہ دارانہ شکلوں کے نزدیک فطرت کی حیثیت ایک ایسے ویلے کی سی رہی ہے جس کا کام بھی ہے کہ اسے استعمال



ڈاکٹر کمال حسین  
معاشیات کے ممتاز پروفیسر  
فورمین کرچن کالج یونیورسٹی

تعارف

پیس میں پچھلے دنوں ایک طرف 13 نومبر 2015 کو ہدشت گردوں نے کئی لوگوں کو موت کی نیند سلا دیا تو دوسرا جانب 30 نومبر سے 12 دسمبر 2015 تک آب ہوا پر سر برہ اجلاس منعقد ہوا۔ ایک واقعہ ہدشت بھرا تھا تو دوسرا امید کا پیغام۔ یہ دونوں واقعات ہمارے اس دور کے دو بڑے عالمی چیلنجوں یعنی پر تشدد انتہائی پسندی اور محولیاتی بحران کی علامت ہیں۔ اول الذکر معاشرے کی اساس کے لئے خطرہ ہے تو مومن اللہ کر کہ ارض پر طبعی زندگی میں مدد دینے والے نظاموں کے لئے۔ اس پر کہا جاسکتا ہے کہ ان دونوں مسئلتوں کی جڑیں، بھلے مختلف طبقات سے ہیں، ایک ہی چیز سے ملتی ہیں اور وہ چیز ہے اقتدار کے نظاموں سے انسانیت کی بے دخلی اور پیداوار تقسیم کی وہ شکلیں جو گزشتہ تین صدیوں سے سرمایہ دارانہ نظام کا خاصہ چلی آ رہی ہیں۔

پیداوار کے سرمایہ دارانہ طریقے میں ایک متفہم بحران یہ پایا جاتا ہے کہ اشیاء کا جنم اور ان کی انواع بڑھتی رہیں۔<sup>۵</sup> پیداوار میں مسلسل تو سبیع کے لئے بینادی طور پر ناگزیر ہے کہ صارف پرستی کے ایک کلپکر کو ترویج ملے جس میں فرد اشیاء کے حصول کی نہ ختم ہونے والی خواہش پر چلتا ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ ایک طویل عرصے سے پیداوار اور سماجی زندگی کی سرمایہ دارانہ شکلوں کے نزدیک فطرت کی حیثیت ایک ایسے ویلے کی سی رہی ہے جس کا کام بھی ہے کہ اسے استعمال

اپنی ضرورتیں پوری کرنے کی صلاحیت پر کوئی سمجھوتہ نہ کرے۔“<sup>13</sup>  
اس تعریف کے دو تصوراً پیغامو ایسے ہیں جو معاشریات اور  
معاشی پالیسی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

پہلا، دیریا ترقی کی اس تعریف میں آئندہ نسلوں کے حوالے سے ایک احساس ذمہ داری کی بات کی گئی ہے کہ موجودہ نسل کی افرادی اور اجتماعی فلاخ کی کوششوں میں کہا رہا ارض پر زندگی میں مدد دینے والے نظام (تازہ پانی، تازہ ہوا، زرخیز میں) اس حالت میں برقرار رہیں کہ آئندہ نسلیں اپنی ضرورتیں پوری کر سکیں۔ یہ روانی طرز کی نئی کالائیکی معاشریات کے اس مرکزی تصور سے دوری اختیار کرنے والی بات ہے کہ منڈی کے نظام سے بھروسہ راست حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فردی عمر بھر کی آدمی زیادہ سے زیادہ ہو۔<sup>14</sup> دیریا ترقی کی مذکورہ بالاتریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ فراوکو اپنی آئندہ نسلوں کے حوالے سے احساس ذمہ داری کا مظاہرہ آج کرنا ہوگا۔ لہذا اب یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ فرداں کیوں نہیں کا جزو ہے جوںل درسل تاریخ میں ہوتی ہے۔

دوسرہ، یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ دیریا ترقی کا تصور آئندہ نسلوں کے حوالے سے احساس ذمہ داری کی بات کرتا ہے جو ابھی پیغامیں ہوئیں تو یقیناً اس میں انسانی کیوںی کے ان ارکان سے متعلق ذمہ داری بھی شامل ہو گی جو موجودہ نسل میں زندگی گزار رہے ہیں اور جو اس قابل نہیں کہا جائیں پوری کر سکیں۔ یہ بات بھی نئی کالائیکی معاشریات کے مواد کے خلاف جاتی ہے کہ جو دوسروں کی ضرورتوں کو خاطر میں لائے بغیر فردی تھی اوس فلاخ پر کام کرنے کی بات کرتی ہے۔ اس پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ برادری کا معاملہ روانی نظریہ معاشریات کے برکس تو ہے لیکن دیریا ترقی کے تصور سے بنیادی طور پر جزا ہوا ہے۔ لہذا اگر دیریا ترقی کو ہماچنی بنانا ہے تو ترقی کے عمل کو اس طرح آگے بڑھانا ہو گا کہ اس میں معاشرے کے ہر فرد کو برابر موقع میں۔ میں پاکستان میں سب کی شمولیت پرمنی اس ترقی کا فریم ورک کی اور جگد پیش کر چکا ہوں۔<sup>15</sup> مزید برآں میرا یہ بھی کہتا ہے کہ سب کی شمولیت پرمنی ترقی نہ صرف انسانی ترقی کے لئے ضروری ہے بلکہ تا حال چونکہ یہ پیغام، سرمایہ کاری اور جدت کے لئے ایک وسیع بنیاد پیدا کرتی ہے تو اس لئے یہ بلند تر معاشری افراد کا باعث نہیں ہے۔ سب کی شمولیت پرمنی ترقی بہتر سماجی بھگتی میں بھی اپنا کردار ادا کرے گی اور یوں معاشرے میں تشدد پر قابو پانے میں مدد دے گی۔

ایک خیال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسانی فعل کا ایک اہم پہلو جسے ابھی ترقیاتی مواد میں تسلیم نہیں کیا گیا، یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کا اور

فطرت کو ایک ایسے ویلے کی حیثیت دی جاتی ہے جس کا کام یہی ہے کہ اسے استعمال کیا جائے۔ لہذا فطرت کو ایک شے کے طور پر دیکھنے کا ایسا راجحان پلٹ نکلا ہے کہ جیسے اسے اس روحاںی تحریج سے اگل کر دیا گیا ہو جس میں ہم خود کو خدا اور اس کی خلق سے جڑے انسان کے طور پر جان پاتے ہیں۔

عصر حاضر میں اشیائے ضروری کو دی جانے والی اس اہمیت کا تدریک کلاسیک یونانی روایت کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ اس طور پر چوچی صدی عیسوی میں اپنی تصنیف Nicomachean Ethics میں تدریکے تصور کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اشیاء محض اس بناء پر قدر کی حامل نہیں ہو سکتیں کہ وہ کار آمد ہیں۔ انسانی افعال کی قدر و صرف کے اصول پرمنی ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ ”اگر... انسانی فعل کو ایک طرح کی زندگی کے طور پر بیان کریں اور اسے عقلی اصول سے پیدا ہونے والی روح کی ایک سرگرمی قرار دیں... تو انسانی اچھائی و صرف کے مطابق روح کی سرگرمی کا روپ دھار لیتی ہے...“<sup>16</sup>

چوبیں سوسال بعد امر تیاسین نے ایک طرف با وصف زندگی پر اس طور کے زور کو نظر انداز کرتے ہوئے اور دوسری جانب انسانی افعال پر اس کی سوچ سے کام لیتے ہوئے ترقی بطور آزادی کا ایک یا نافرط نظر پیش کیا۔<sup>17</sup> ڈاکٹر محمد الحق اس سے پہلے ہی انسانی ترقی کے تصور کی داغ نیل ڈال چکے تھے جس سے ترقی کے تصور کو وسعت ملی کہ یہ محض فی کس آدمینہوں کا ہی نام نہیں بلکہ انسانی آسودگی کے دو انسانی اہم ترین پہلو یعنی صحت اور تعلیم بھی اس کا حصہ ہیں۔ انہوں نے انسانی ترقی انڈکس میں ان تین عنیاں (فی کس آدمی، صحت اور تعلیم) کو عددي شکل دے کر دنیا بھر کی سرکاری پالیسیوں پر دریبا اثرات مرتب کئے۔ امر تیاسین ترقی کے اس تصور کو کہتے ہوئے مزید آگے لے جاتی ہیں کہ یہ نہ صرف انسانی فعل کی مادی ضرورتیں یعنی صحت، تعلیم اور آدمی کو پورا کرنے کا نام ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان آزادیوں سے جڑے وہ تمام استحقاق بھی اس میں شامل ہیں جو انسان کے زندیکی کوئی وقت رکھتے ہیں۔<sup>18</sup>

دیریا ترقی پر ایک نقطہ نظر  
دیریا ترقی کا تصور جس پر آج سرکاری پالیسی ساز ماحولیاتی بحران کے پیش نظر سوچ چکار میں گئے ہیں، پہلی بار محتمم برنس لینڈ اور ان کی اس ٹیم نے پیش کیا جس نے 1980 کی دہائی کے وسط میں ماحولیات و ترقی پر عالمی کمیشن (ڈبلیو ای ڈی) کی رپورٹ تیار کی۔<sup>19</sup> ڈبلیو ای ڈی میں اس کی تعریف اس طرح کی گئی کہ ایسی ”ترقی جو حوال کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں آئندہ نسلوں کی

آخریک درجہ حرارت میں اضافے کو دو درجے سینٹی گریڈ سے کم رکھنے کے لئے عالمی برادری کو اتفاق کرنا ہو گا کہ وہ 2010 کی سطح کے مقابلے میں 2050 تک دنیا میں گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج 40 سے 70 فیصد تک کم کرے گی۔

### انسان، اشیاء اور فطرت

تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں کمی لانے کے اقدامات سے آگے پڑھیں تو کہہ ارض پر زندگی میں مدد دینے والے ظاموں (تازہ ہوا، صاف تازہ پانی، زرخیز میں) کی بحالی تجھی ممکن ہے کہ شعور میں تبدیلی لائی جائے۔ اس کے لئے معاشری تظییم اور سیاسی فیصلہ سازی کے ایک ایسی صورتیں نکالنا ہوں گی جو دوسروں کے بارے میں اور فطرت کے بارے میں شفقت اور ہمدردی کے انسانی جذبات پرمنی ہوں۔

سرمایہ دارانہ نظام کے تحت سماجی و معاشری زندگی کا جو شعور ابھر کر سامنے آیا اس کا خاصہ انسانوں، اشیاء اور فطرت کے درمیان ایک خاص تعلق ہے۔ منڈی کے اس نظام میں افراد اور معاشری ادارے محتاج اور اشیاء تجھ کرنے کی ایک دوڑ میں لگے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ میں مل ملاپ کو اپنی ذات میں بھتری کے ایک طریقے کے طور پر نہیں بلکہ مادی فوائد کے حصول کے ذریعے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

فرد زیادہ سے زیادہ اشیاء کے حصول کی نہ ختم ہونے والی خواہش پر چل رہا ہے جو اس کی وقت و اہمیت کی علمات سمجھی جاتی ہیں۔ پیداواری نظام کے تحت فروخت بڑھانے کی کوششوں نے صارف پرستی کے ایک کلچر کو جنم دیا ہے جس میں اشیاء کو محض سہولت پیدا کرنے والی چیزوں کے طور پر نہیں بلکہ کشش، افادہ یافت اور قوت کی صفات پیدا کرنے والے عامل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔<sup>20</sup> یوں وہ خصوصیات جو نوع انسانی کا لازم ہیں وہ اس سے چھن گئی ہیں اور اشیاء میں منتقل ہو گئی ہیں۔ پھر اشتہاری صنعت کے ذریعے ہمیں محض اشیاء کو نہیں بلکہ اپنی ذات کو دوبارہ اپنے قبضے میں لانے کی دعوت دی جاتی ہے۔<sup>21</sup>

سرمایہ داری نظام نے ایک ایسے کلچر کو جنم دیا ہے اور ایک ایسی نفیسیات کی تشكیل کی ہے جو افراد کو زیادہ سے زیادہ مصنوعات حاصل کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ لہذا اپنے عجب نہیں کہ تاریخی اعتبار سے اشیاء کے جنم اور انواع میں جو بُنظیر اضافہ ہوا ہے وہ اب شاید ماحولیاتی نظام کی حتی الوضع استعداد کو پہنچ رہا ہے۔ یہ بھی کوئی چونچے کی بات نہیں کہ پیداوار کے اس طریقہ اور شعور کی ان شکلوں میں

آہنگ ہو۔ یہ ہیں وہ ساری باتیں جو دیر پا ترقی کے نئے عمل کی نیاد کا کام دے سکتی ہیں۔

بیس کے سربراہ اجلاس کی طرح اس بات کو تسلیم کرنا بھی لازم ہے کہ کہہ ارض پر زندگی میں مددینے والے ظاموں کے تحفظ کی جزیں اس میں ہیں کہ تم ایک بار پھر اپنے انسان ہونے کو علی طور پر محسوس کریں اور تمام مخلوقات اور طبعی ماحول کا محبت بھرے انداز میں خیال رکھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ترقی کے عمل کو اس طرح انجام دیں کہ براہمی اور انصاف اس کا خاصہ ہو اور یہ فطرت سے ہم

فطرت کا خیال رکھتے ہوئے اور ایک شفقت بھرے تعلق کے ذریعے اپنے اندر حسن کے احساس کو بہتر بنائیں اور اپنی انسانیت کو عملی طور پر محسوس کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دوسروں کو عملی طور پر محسوس کرتے ہوئے خوب کو جانیں۔ یہ اس آگاہی نو کا بھی نام ہے کہ پہاڑ، دریا، درخت، مٹی اور زمین پر یعنی والے تمام جاندار اس مقدس اکائی کا جزو ہیں جو ہماری طبعی اور روحانی زندگی کو دوام دیتی ہے۔ یہ شعور دنیا بانجمنوں جنوبی ایشیا کی روایتی حکومت میں عام ہے۔<sup>16</sup>

1. Parts of this paper are drawn from the latest publication of the author: Akmal Hussain, *The Planet in Peril and A Civilization in Crisis: Reviving a Sense of the Sacred*, Chapter 1, in Christian W. Troll and Liam O'Callaghan (eds.), *The Sacredness of Creation*, Multimedia Affairs, Lahore, 2015.
2. See:
  - (i) Karl Marx, Capital, Volume I, Progress Publishers, Moscow, 1971, Chapters 23, 24 and 25.
  - (ii) Paul M. Sweezy, *The Theory of Capitalist Development*, Monthly Review Press, 1968, Chapter-5.
  - (iii) Robert Heilbroner, *21st Century Capitalism*, Norton Paperback, New York, NY, 1994, Chapters 3 and 5.
  - (iv) Akmal Hussain: *Imperialism*, paper in the Encyclopaedia of Capitalism, Golson Books, Ltd. New York, June 2004.
3. For a more detailed discussion see:
  - (i) Akmal Hussain, *Imperialism*, op.cit.
  - (ii) Thomas Piketty, *Capital in the Twenty First Century*, Translated by Arthur Goldhammer, Harvard University Press, Cambridge, Massachusetts, London, England, 2014.
  - (iii) Anthony B. Atkinson, *Inequality, What Can Be Done?* Harvard University Press, Cambridge, Massachusetts, London, England, 2015.
4. IPCC, 2007: Summary for Policymakers in, Climate Change 2007: Impacts, Adaptation and Vulnerability, Contribution of Working Group-II to the Fourth Assessment Report of the Inter-governmental Panel on Climate Change, M.L. Parry, O.F. Canziani, J.P. Palutikof, P.J. van der Linden and C.E. Hanson, Eds., Cambridge University Press, Cambridge, UK, Page 11.
5. Climate Change 2013, The Physical Science Basis, Summary for Policy Makers, Working Group-I Contribution to the Fifth Assessment Report of the Inter-governmental Panel on Climate Change, [Stocker, T.F., D. Qin, G.K. Plattner, M. Tignor, S.K. Allen, J. Boschung, A. Nauels, Y. Xia, V. Bex and P.M. Midgley (eds.)], Cambridge University Press, Cambridge, United Kingdom and New York, NY, USA, Page 2.
6. IPCC Report 2007, op.cit.
7. Akmal Hussain, Commodities and the Displacement of Desire, Daily Times, Lahore, 28 November 2002.
8. Akmal Hussain, *A Planet in Peril and a Civilization in Crisis: Reviving a Sense of the Sacred*, op.cit.
9. Aristotle, *The Nicomachean Ethics*, Book I, Section 5, W.D. Ross (ed), Oxford University Press, 1980, PDF Version, Page 7. <http://classics.mit.edu/Aristotle/nicomachaen.1.i.html>
10. Amartya Sen, *Development as Freedom*, Oxford University Press, Oxford, 1999.
11. Ibid
12. Brundtland, *Our Common Future*, Report of the World Commission on Environment and Development, Oxford University Press, Delhi, 1987.
13. Brundtland, *Our Common Future*, Report of the World Commission on Environment and Development, op.cit. Page 43.
14. Francis M. Bator, *The Simple Analytics of Welfare Maximization*, The American Economic Review, Vol. 47, No. 1 (Mar., 1957), pp. 22-59.
15. Akmal Hussain, *Strengthening Democracy through Inclusive Growth*, chapter in, Akmal Hussain and Muchkund Dubey (ed.), *Democracy, Sustainable Development and Peace: New Perspectives on South Asia*, Oxford University Press, New Delhi, 2014.
16. For a more detailed discussion of this point, see: Kapila Vatsyayan, *Pluralism and Diversity in South Asia*, chapter in, Akmal Hussain and Muchkund Dubey (ed.), *Democracy, Sustainable Development and Peace: New Perspectives on South Asia*, Oxford University Press, New Delhi, 2014.

#### اضافی ذرائع سے مشاورت

1. Aristotle, *The Nicomachean Ethics*, Book I, Section 5, W.D. Ross (ed), Oxford University Press, 1980 , PDF Version , Page 7. <http://classics.mit.edu/Aristotle/nicomachaen.1.i.html>
2. Atkinson, Anthony B. 2015. *Inequality, What Can Be Done?* Harvard University Press, Cambridge, Massachusetts, London, England.
3. Bator, Francis M. 1957. *The Simple Analytics of Welfare Maximization*, The American Economic Review, Vol. 47, No. 1 (Mar., 1957).
4. Brundtland. 1987. *Our Common Future*, Report of the World Commission on Environment and Development, Oxford University Press, Delhi.
5. Climate Change 2013, The Physical Science Basis, Summary for Policy Makers, Working Group-I Contribution to the Fifth Assessment Report of the Inter-governmental Panel on Climate Change, [Stocker, T.F., D. Qin, G.K. Plattner, M. Tignor, S.K. Allen, J. Boschung, A. Nauels, Y. Xia, V. Bex and P.M. Midgley (eds.)], Cambridge University Press, Cambridge, United Kingdom and New York, NY, USA.
6. Heilbroner, Robert. 1994. *21st Century Capitalism*, Norton Paperback, New York, NY.
7. Hussain, Akmal. 2002. Commodities and the Displacement of Desire, Daily Times, Lahore, 28 November 2002.
8. Hussain, Akmal. 2004. *Imperialism*, The Encyclopaedia of Capitalism, Golson Books, Ltd. New York.
9. Hussain, Akmal. 2014. *Strengthening Democracy through Inclusive Growth*, chapter in, Akmal Hussain and Muchkund Dubey (ed.), *Democracy, Sustainable Development and Peace: New Perspectives on South Asia*, Oxford University Press, New Delhi.
10. Hussain, Akmal. 2014. *The Eternal in the Ephemeral*, Photographs and Poems, Topical Printers, Lahore.
11. Hussain, Akmal. 2015. *The Planet in Peril and A Civilization in Crisis: Reviving a Sense of the Sacred*, Chapter 1, in Christian W. Troll and Liam O'Callaghan (ed.), *The Sacredness of Creation*, Multimedia Affairs, Lahore.
12. IPCC, 2007: Summary for Policymakers in, Climate Change 2007: Impacts, Adaptation and Vulnerability, Contribution of Working Group-II to the Fourth Assessment Report of the Inter-governmental Panel on Climate Change, M.L. Parry, O.F. Canziani, J.P. Palutikof, P.J. van der Linden and C.E. Hanson, Eds., Cambridge University Press, Cambridge, UK.
13. Lings, Martin. 2010. *What is Sufism?*, The Islamic Texts Society, Cambridge.
14. Marx, Karl. 1971. Capital, Volume I, Progress Publishers, Moscow.
15. Nasr, Seyyed Hossein. 1992. *Islam and the Environmental Crisis*, chapter 5, in Steven C. Rockefeller and John C. Elder (eds.), *Spirit and Nature, Why the Environment Is a Religious Issue*, Beacon Press, Boston, Massachusetts.
16. Piketty, Thomas. 2014. *Capital in the Twenty First Century*, Translated by Arthur Goldhammer, Harvard University Press, Cambridge, Massachusetts, London, England.
17. Sen, Amartya. 1999. *Development as Freedom*, Oxford University Press, Oxford.
18. Sweezy, Paul M. 1968. *The Theory of Capitalist Development*, Monthly Review Press, New York, NY.
19. Vatsyayan, Kapila. 2014. *Pluralism and Diversity in South Asia*, chapter in, Akmal Hussain and Muchkund Dubey (ed.), *Democracy, Sustainable Development and Peace: New Perspectives on South Asia*, Oxford University Press, New Delhi.

## تبديلی آب و ہوا پر ایک سول سوسائٹی تنظیم کا نقطہ نظر

ہے جن کی گزر برکان اخصار زراعت پر ہے۔ موسموں کے اطوار میں اچانک اور بار بار کی تبدیلیوں اور زمین پر پانی کے اثرات میں عدم توازن کی وجہ سے خلی سطح پر آگاہی پیدا ہو رہی ہے اور خوارک، تو انہی اور پانی کو تبدیلی آب و ہوا کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے۔ تبدیلی آب و ہوا کی قوی پالیسی فرمیم ورک، 2012ء میں تبدیلی آب و ہوا سے پیدا ہونے والی مشکلات کے مقابلے کے لئے درکار صلاحیت پیدا کرنے میں حکومتی ناکامی کے خلاف ایک کسان کی طرف سے عوامی مفاد میں دائر کئے گئے مقدمے پر لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ایک تاریخی فیصلہ ہے جس سے سول سوسائٹی کے لئے نئی راہیں کھلیں گی کہ وہ عدالتی فعالی کو روئے کار لاتے ہوئے تبدیلی آب و ہوا پر ایک ایسی قوی پالیسی کا مطالبہ کرے جو عوام کی فلاں کو یقینی بنائے۔

سول سوسائٹی "غیر سرکاری تنظیموں اور اداروں کا مجتمع" ہے جو کسی معاشرے کے شہروں، افراد و تنظیموں کی مرضی اور مفادات کا انہصار کرتی ہے اور حکومت سے آزادانہ حیثیت میں کام کرتی ہے۔ یہ ایسی سماجی اقدار اور تقدیمی سوچ میں اپنا کردار ادا کرتی ہے جو ریاستی پالیسی اور بعد میں اس پر عملدرآمد پر اثر انداز ہو سکیں۔

تبديلی آب و ہوا پر عوام میں آگاہی پاکستان کے کسی شہری کی زندگی میں دیر سے آتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ موضوع یا تو سکولوں کی نصابی کتب میں موجود ہی نہیں ہے یا پھر اس موضوع کے ساتھ ناہیں پر منی اناڑیوں والا سکول کیا جاتا ہے۔ سکول کی نصابی کتب شہروں کے ذہن کی تشكیل کرتی ہیں لیکن یہ اکثر آئینہ یا جو ڈیزینہ میں لپٹی ہوتی ہے۔ غیر سیکولر موضوعات کی عدم موجودگی یا موضوعاتی کمزوری ایک ایسے ذہن کی تشكیل کرتی ہے جس کے دروازے تبدیلی آب و ہوا چیز "دورافتادہ" موضوعات کے لئے بند رہتے ہیں اور یوں شہروں کے ارگوڈ کاما جوں متاثر ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ تبدیلی آب و ہوا کے موضوع کو اس "دورافتادہ" والے احساس سے کس طرح نکالا جاسکتا ہے؟ ایک عام آدمی اکثر سے ما جوں کی تبدیلی سے الگ رکھتا ہے۔ ما جوں (ملکی) اور آب و ہوا (عالمی) کے درمیان تلقی شہروں کو کس طرح سمجھایا جاسکتا ہے؟ ہماری نصابی کتب میں زیادہ تر ماحلیاتی اخطالاط، ہوا کی آلودگی اور زیز میں پانی میں زہر کے پھیلاؤ جیسے موضوعات کا احاطہ کیا جاتا ہے لیکن ان میں آب و ہوا کا احاطہ اس طرح موثر انداز میں نہیں کیا جاتا کہ جس سے عام لوگوں میں تبدیلی آب و ہوا اور اس کے مفہومی اثرات کے بارے میں آگاہی اور ذہنی احساس پر اثر انداز ہونے اور تبدیلی آب و ہوا کے مسائل متعارف کرنے کے اقدامات کے

سے آگاہ نہیں ہے۔ طے شدہ قومی کردار کے ارادے (INDC)، تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے کے لئے ملکی لیاظ سے موزوں اقدامات (NAMA) یا طرز زندگی تبدیلی آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے کا قومی عملی منصوبہ (NAPA) جیسی کمی اصطلاحات بیشتر لوگوں کے لئے اجنبی ہیں۔ طے شدہ قومی کردار کے ارادوں کی دستاویزی مجمع کرنے کی آخری تاریخ 1 کتوبر 2015 تھی جس میں پاکستان ناکام رہا اور اس نے ایک ارب ڈالر اسلامیت کے "گرین کالجیٹ فینڈ" سے فنڈ زنت رسانی کے لئے 20 فورم میں اپنا اندرجات بھی نہیں کرایا (یہ فورم مطراد سے دوچار ملکوں کے وزراء خزانہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے) حالانکہ حققت یہ ہے کہ پاکستان دنیا بھر کے ان ملکوں میں دوسری نمبر پر ہے جنہیں تبدیلی آب و ہوا سے سب سے زیادہ خطرات دریش ہیں۔<sup>1</sup> اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومتی سوچ کس قدر غیر سمجھیدہ ہے اور سول سوسائٹی ایک ایسے مسئلے میں پوری طرح بچپنی نہیں لے رہی ہے لاہور کے ایک نجی میدان متصور علی شاہ نے اپنے 31 اگست 2015 کے تاریخی فیصلے میں "ہمارے دور کا فیصلہ کرن چلتی اور پاکستان کے شہروں کا نیادی حق" تواریخ یہ ہے۔

سول سوسائٹی کی وقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ یہ جب یقین پر ہنی کسی مقصد کی خاطر کھڑی ہو جائے تو یہ کس قدر تبدیلی لانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حکومت کی پچلتی بھی کوئی رکھتی ہے اور اپنی آواز کا خساب کے لئے بھی استعمال کر سکتی ہے۔ عام الفنوں میں پاکستانی سول سوسائٹی خوارک، پانی، تو انہی اور آفات جیسے مسائل کو تبدیلی آب و ہوا کے ساتھ نہیں جوڑتی۔ سول سوسائٹی اور میڈیا کو عام آدمی میں یہ آگاہی پچھلانی چاہئے اور اس حد تک ضروری قوت پیدا کرنی چاہئے جو سماجی و اقتصادی فلاں کے تحفظ کے لئے آب و ہوا سے ہم آہنگ ترقیاتی پالیسیوں کا مطالبه کر سکے۔ پاکستان کی سول سوسائٹی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے اور فعل بھی ہے لیکن یہ محدود شمولیت کے ساتھ محض قلیل ملتی مقاصد کے حصول کے لئے حرکت میں آتی ہے جو ہمیں زیادہ تر انسانی فلاجی امدادی کاموں کی صورت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ 2005ء کے زوالے کے دوران سول سوسائٹی کا کردار اجتماعی اقدام کی قوت اور اس کی کامیابی کی ایک مثال ہے۔ لیکن تبدیلی آب و ہوا پر پاکستانی سول سوسائٹی میں بے اعتنائی کا جوړ جوان دیکھتے ہیں آتا ہے اس کا برا بسب یہ ہے کہ اسے ناقص طرز حکمرانی، تیزی سے بوجھتی آبادی، خونگی کی پست سطح، ناقص بنیادی ڈھانچے، فراہمی تعلیم و صحت کے پست معیار اور بچکی کی طول بندش جیسے فوری مسائل سے ہی فرصت نہیں ہے کہ وہ ان دورافتادہ مسائل پر کوئی توجہ دے سکے۔

تاہم تبدیلی آب و ہوا کی گونج اب دیکھی علاقوں میں خاصی سنائی دینے لگی



ماونزہن ایزڈھنگلیشن پریلیشن آرگانائزیشن (ایم جی پی او)

تبديلی آب و ہوا سے نہیں کی ذمہ داری کسی ریاستوں پر عائد ہوتی ہے لیکن کمی ریاستیں اس معاہلے میں یا تو بے حصے کا شکار ہیں یا پھر اس دلیل سے اپنا آپ بہلانے کی کوشش میں لگی ہیں کہ آب و ہوا پوری دنیا میں تبدیلی ہو رہی ہے اور اس کا سلسلہ نہیں ہے اس لئے تمام قومی کوششوں کے لئے فنڈ زمیں انجمنی کفرہاہم کرنے چاہیں۔ یہ دلیل پاکستان کے لئے اس بناء پر فقصان ہے کہ یہاں تبدیلی آب و ہوا کے مسئلے کو یہ کہہ کر بروٹر کر دیا جاتا ہے کہ "ہمارا مسئلہ نہیں" ہے لیکن اس سارے عملیں وہ ساری باقی نظر انداز کردی جاتی ہیں جو ہماری آئندھوں کے سامنے ہو رہی ہیں اور آب و ہوا کے لئے شدید ضرر رسائی ہیں جیسے جنگلات ختم ہو رہے ہیں، قدرتی مااحول اور ہمارا بنا یا ہوا ماحول اخطالاط کا شکار ہے اور اتر بڑھو رہا ہے، خطرناک علاقوں میں تغیراتی کام ہو رہا ہے اور پانی کی ریلویشن کمزور ہے۔ سوال یہ ہے کہ تبدیلی آب و ہوا کی قومی پالیسی پر اثر انداز ہونے اور اس پر موثر عملدرآمدی قائم بنانے کے لئے سول سوسائٹی کی طرف اپنا کردار ادا کر سکتی ہے؟ سول سوسائٹی اگر ملکی سطح کے اقدامات اور مبنی الاقوامی حمایت کے ساتھ "آب و ہوا سے انصاف" کا مطالبه کرنے میں اپنا فیصلہ کرن کردار ادا کرنا چاہتی ہے تو اسے ان اہم سوالات کے جوابات تلاش کرنا ہوں گے۔

تبديلی آب و ہوا کی لوگوں کے لئے قدرے نیا موضوع ہے اور مختلف شعبوں پر اس کے اثرات ترقی پذیر ملکوں کو آسانی سے سمجھنی آتے جس کی وجہ سے مقامی سیاست اور دینکی و شہری سماجی ایجادوں میں اسے پوری اہمیت نہیں مل رہی۔ پاکستانی سول سوسائٹی بڑی حد تک تبدیلی آب و ہوا کے اسباب و اثرات یا قومی کردار اور مبنی الاقوامی ذمہ داری چیزیں با توں

لئے سول سو سائیٰ کی فعالی میں اضافہ لوگوں میں شعور و آگاہی پیدا کرنے اور ان کی حمایت حاصل کرنے میں مبت کردار ادا کرے گا۔

یافہ تکلوں کے اقدامات کے نتیجے میں پاکستان پر گلوبال وارمنگ کے اثرات کے درمیان تینرا کامنیکھنا ہو گا۔ جب یہ سمجھ بوجھ پیدا ہو جائے گی تو پھر وہ صحیح پوزیشن میں ہو گی کہ تبدیلی آب و ہوا کی قومی پالیسی پر اثر انداز ہونے اور اس سب کے لئے منصقات اور مساویں بنانے کے لئے سٹپ پر اقدامات اور میان الاقوامی سٹپ پر وعدوں کا مطالبہ کر سکے۔

تمدیری علقوں اور اعلیٰ تعلیم کے مراکز بھی تبدیلی آب و ہوا پر پوری سنجیدگی سے توجہ نہیں دیتے۔ اس ایک وجہ پر ایسا کی تشریف پر سانچیک برادری میں پائی جانے والی متصادم آراء ہو سکتی ہیں جو اسی مقابضے میں بختوں کو جنم دیتی ہیں جن کی وجہ سے لوگ انسانی سرگرمی اور تبدیلی آب و ہوا کے درمیان تلقنے کے بارے میں الجھاؤ اور بے نیتنی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اخبارات اور میڈیا جیل نہ عوام کے ذہنوں پر اثر انداز ہونے اور رائے عامہ کو فعال بنانے میں کمکی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ بہت کم صحتی ایسے ہیں جو اگر یہی اخبارات میں تبدیلی آب و ہوا پر تحریر لکھتے ہیں جبکہ اردو اخبارات میں تو یہ نہ ہونے کے برابر ہے جن کا حلقة قارئین اگر یہی سے زیادہ وسیع ہے۔ اسی طرح میڈیا جیل میں اضافے کے باوجود ایسے کوئی پروگرام باقاعدگی سے نہیں کئے جاتے جن کے ذریعہ نوجوان سماں میں کو اس طرف مائل کرنے یا سول سو سائیٰ کو اس موضوع پر بامعنی ڈائیاگ میں شرپک کرنے کی کوشش کی جائے۔

حکومت اور سول سو سائیٰ کے درمیان کئی خواہوں سے باہمی روابط اور تعاون آگاہی کو فروغ دینے اور تبدیلی آب و ہوا کے مسائل کے ازالہ کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ حکومت پالیسیاں تشكیل دے سکتی ہیں لیکن ان پر موثر عملدرآمد کے لئے اپنیں سول سو سائیٰ کی حمایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح سول سو سائیٰ کی آوازیں حکومت کی طرف سے قواعد و ضوابط کی شکل میں حمایت کے بغیر تبدیلی نہیں لاسکتیں۔ آب و ہوا سے ہم آہنگ تر قیاتی پالیسیوں پر اتفاق رائے پیدا کرنے اور تبدیلی آب و ہوا اور اس کے قلیل و طویل مدتی اثرات کو وسیع تر انداز میں سمجھنے میں ریاستی اور غیر ریاستی کرداروں کے درمیان پائے جانے والے بعد کو دور کرنے کے لئے اشتراک عمل پر مبنی اور محاذ آرائی سے پاک طریقہ اپنانے میں سول سو سائیٰ ایک موثر کردار ادا کر سکتی ہے۔

سول سو سائیٰ کو اس طرح مائل کرنے کا کام طویل مدتی ہو گا جس کا آغاز پچھی سطح سے تھل پڑتی ہم سے ہو گا۔ ریاست کو قابل کرنے میں اس سے بھی زیادہ وقت لگتا لیکن سول سو سائیٰ اگر مسلسل اس پر اپنی آواز اٹھاتی رہے تو وہ اپنا یہ مقصد حاصل کر سکتی ہے۔

تاہم اسے صحیح معنوں میں موڑنا نہ کے لئے پاکستان کی سول سو سائیٰ کو اپنے ملک میں ناقص طرز حکمرانی سے مرتب ہونے والے اثرات اور ترقی

## آب و ہوا پر سرکاری اخراجات اور ادارہ جاتی جائزہ (سی پی ای آئی آر) سے ملنے والی اہم معلومات کا تجزیہ

پاکستان کی وفاقی حکومت اس وقت کتنا سرمایہ لگا رہی ہے؟

سنڈی میں شامل کئے گئے چار سال (2010-2014) کے وفاقی بجٹ کا تفصیلی تجزیہ تبدیلی آب و ہوا پر جوابی اقدامات کے حوالے سے درج ذیل مضمونات کا حوالہ: سرمایہ کاری کے فقط نظر سے ترقیاتی اخراجات میں افرائش کافی حد تک موقول ہے اور موجودہ بجٹ میں تقریباً تین گناہ افزایش ہوئی ہے۔ آب و ہوا سے متعلق اقدامات کا آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا حصہ تو انکی، زراعت اور مواد صنعتی سے متعلق منصوبوں پر سرمایہ کاری کی صورت میں عیاں نظر آتا ہے۔ تاہم پی ایس ڈی پی سے باہر کی جانبے والی سرمایہ کاری کے بڑھتے ہوئے حصے کا موازنہ پی ایس ڈی پی کے بجٹ میں شامل سرمایہ کاری کے ساتھ کریں تو یہ چلتا ہے کہ تبدیلی مدتی ترجیمات پالیسی سے ہم آئنگ باقاعدہ منصوبہ بنندی کے ساتھ کی جانے والی رقم کی تخصیص پر غالب آجائی ہیں جس سے پی ایس ڈی پی کی تفصیل کے باضابطہ عمل کو فحصان پہنچتا ہے اور اس کے نتیجے میں آب و ہوا سے متعلق منصوبوں پر ملی الاعلان کی جانے والی سرمایہ کاری میں اضافہ کی کہ رہا ہے۔

آب و ہوا سے متعلق اقدامات کے لئے بہتر کرنے اخراجات پر بجٹ سازی کے رحالت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرنٹ بجٹ ضرورت سے زیادہ پھیلا ہوا ہے جس میں مخصوص 8 سے 9 فیصد رقم وفاقی حکومت کے امور چلانے کے لئے مختص کی جاتی ہیں اور برا حصہ غیر صواب دی یہ اخراجات پر لگا دیا جاتا ہے۔ مستقبل میں آب و ہوا سے متعلق موجودہ بجٹ مدتی اقدامات کے لئے نہ صرف موجودہ انسانی وسائل کی تکمیلی اور پیشہ و روانہ استعداد میں اضافہ کرنا ہوگا بلکہ باصلاحیت افراد کا حلقت بھی وسیع کرنا ہوگا اور ان سے متعلق معادن بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانا ہوگا۔ لہذا منصوبہ سازی اور ارتکازہ کے افسران کے لئے اصل پہنچ یہ ہے کہ وہ تبدیلی آب و ہوا کو کرنٹ بجٹ کے مجموعی دھارے میں لا لیں۔

جدول 1 میں گزشتہ چار سال کے لئے وفاقی سطح پر کئے گئے تبدیلی آب و ہوا سے متعلق اخراجات کے نتائج کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ اس حصہ کے دروان وفاقی حکومت کی جانب سے تبدیلی آب و ہوا سے متعلق کئے گئے اخراجات کل بجٹ کے 5.8 سے 7.4 فیصد کے قریب پہنچ کرے ہیں۔ پاکستان کے ان رحالت کا موازنہ بلکہ دلیل کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جس نے 2010-12 کے دروان اپنے مجموعی سالانہ (ترقبی وغیرہ ترقیاتی) بجٹ کا 6 سے 7 فیصد آب و ہوا کو پیش نظر کر کی جانے والی سرگرمیوں پر خرچ کیا۔ جی ڈی پی کے نتاسب کے طور پر تبدیلی آب و ہوا کے اخراجات

الگ کر دیا گیا ہے۔

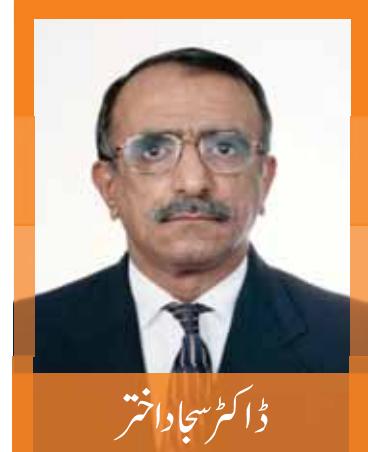
طریقہ کار اور ڈیپٹا کے ذریعے طریقہ کار کے اعتبار سے آب و ہوا سے متعلق بجٹ اس کے الگ الگ عناصر کو ایک جگہ جمع کر کے بنایا جاتا ہے۔ اس سنڈی کے علاوہ کی پی ای آئی آر پر جو دیگر سنڈیز کی گئی ہیں ان میں بھی ڈیپٹا ہم متعلقہ اداروں کے درجہ لائن کے ذریعے جمع کیا جاتا ہے اور پھر متعلقہ اداروں کے لئے آب و ہوا کے تمام تر حکومتی بجٹ کو آپس میں جمع کر لیا جاتا ہے۔ منتظم حکومتی اداروں کی ہر بجٹ لائن کے لئے تین مرحلے پر مشتمل کا رروائی انجام دی جاتی ہے:

تجددی آب و ہوا کے اخراجات کا تفصیل۔ وہ بجٹ لائزہ جن میں تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں کمی یا اطراف زندگی اس کے مطابق ڈھاننا کوئی جزو شامل ہوئیں مزید تجزیہ کے لئے مجموعی ڈیپٹا کے ذیلی سیٹ کے طور پر چون لیا جاتا ہے۔

تجددی آب و ہوا کے اخراجات کی گلہ سیکھیشن۔ بجٹ لائزہ کو تبدیلی آب و ہوا کے پالیسی مقاصد سے جملے اقدامات کی اقسام پر مشتمل پہلے سے طے شدہ فہرست میں سے کسی ایک قسم میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

آب و ہوا سے تعلق کا تجزیہ۔ بجٹ لائن کے ان اخراجات کے نتас کا تعین جو تبدیلی آب و ہوا کے نتائج سے متعلق ہے۔ اس بجٹ کا سیاق سابق چونکہ تبدیلی آب و ہوا کے سرکاری اخراجات کی تفصیل ہے اس لئے اس مرحلے کا مزید تفصیلی جائزہ مذکور ہے کہ:

سی پی ای آئی آر کے سبقہ جائزہ میں اپنائے گئے طریقہ کار کی طرح اس میں بھی اخراجات کی محدود کمیگیری تجسس کی گئی جن میں وہ کمیگیری بھی شامل تھیں جن کا تعلق آب و ہوا سے بہت زیادہ ہے (وہ اخراجات جن کا 75 فیصد سے زائد تبدیلی آب و ہوا پر تھا) اور وہ بھی جن کا تعلق آب و ہوا سے کافی کم تھا (25 فیصد سے کم)۔ بہت زیادہ، درمیانی حد تک کم اور کافی کم تعلق والی کمیگیری میکروپلی مقولیت وضع کی گئی اور کمیگیری ایزیشن میں مدد کے لئے اخراجات کی اقسام کی محدودیاں ہر کمیگیری میں دال دی گئیں۔ مذکورہ بالاطر یہ کاری کی بنیاد پر تبدیلی آب و ہوا سے متعلق سرکاری اخراجات کے وفاقی سطح کے تخمینے چار سال (2010/11، 2011/12، 2012/13 اور 2013/14) کے اس ڈیپٹا سے اخذ کئے گئے جو بجٹ اور سرکاری شبکے کے شعبے میں ہونے والے تمام اخراجات کو جمع کرنا، اخراجات اور تخصیص کے بارے میں معلومات فراہم کرنا اور اسے پالیسی مقاصد کے ساتھ جوڑنا ہے۔ تاہم سی پی ای آئی آر پر اپنائی جانے والی سوچ کو زیادہ مشکل بنادیا گیا ہے کیونکہ اس میں کئی کمی حکومتی اداروں کے اخراجات کے علاوہ ان شبکوں میں معمولی کی سرگرمیوں کے تجسس کے جانے والے آب و ہوا کے لئے سومند اقدامات کو کمی الگ



ڈاکٹر سجاد اختر

سابق ڈائریکٹر سٹرنچ فاربری بریج آن پارٹنر ریکاش اینڈ گلمڈ سٹری پیوش

سابق ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پلائی)

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ٹریڈ اینڈ ڈیپنٹ

سابق پرنسپل کا نومسٹ، سوشن پالیسی اینڈ ڈیپنٹ سٹرنچ

تعارف

تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں کمی لانا اور اطراف زندگی اس کے مطابق ڈھاننا ایک ایسا چیز ہے جو ہمیں متعدد شبکوں میں اور کئی پہلوؤں سے درپیش ہے۔ اس کے لئے بعض پالیسی سطح پر نظریہ اور تصور کے اعتبار سے نہماںی کافی نہیں بلکہ متعلقہ اقدامات پر عملدرآمد اور نگرانی کے کام کے لئے سرکاری سرمایہ کاری، رقم کی تخصیص اور اخراجات بھی ضروری ہیں۔ تبدیلی آب و ہوا کے اینہاں پر عملدرآمد کے لئے ناگیر سرکاری اخراجات کے کردار پر زور دیتے ہوئے یو ان ڈی پی نے پالیسی، ادارہ جاتی اور سرکاری اخراجات کے بنیادی معیارات، رہنمایاصول اور سفارشات وضع کرنے کے لئے وزارت تبدیلی آب و ہوا لو۔ آب و ہوا پر سرکاری اخراجات اور ادارہ جاتی جائزہ (سی پی ای آئی آر)، کے لئے معاونت فراہم کی۔

عالیٰ بینک کی طرف سے کئے جانے والے سرکاری اخراجات کے جائزہ (سی پی ای آر)، سرکاری اخراجات اور ادارہ جاتی جائزہ (سی پی ای آئی آر)، اور سرکاری اخراجات کے ماحول کا جائزہ (سی پی ای آئی آر)، کی طرز پر سی پی ای آئی آر کا مقصد تبدیلی آب و ہوا کے شبکے میں ہونے والے تمام اخراجات کو جمع کرنا، اخراجات اور تخصیص کے بارے میں معلومات فراہم کرنا اور اسے پالیسی مقاصد کے ساتھ جوڑنا ہے۔ تاہم سی پی ای آئی آر پر اپنائی جانے والی سوچ کو زیادہ مشکل بنادیا گیا ہے کیونکہ اس میں کئی کمی حکومتی اداروں کے اخراجات کے علاوہ ان شبکوں میں معمولی کی سرگرمیوں کے تجسس کے جانے والے آب و ہوا کے لئے سومند اقدامات کو کمی الگ

سائنس اینڈیجننا لوچی ریسرچ اور کمپنیوٹ بلتستان ڈویژن کے تحت پر الجلس کا آب و ہوا کے ساتھ اوقط تعلق چار سال کے دوران تبدیل ہوتا رہا اور یہ واپسی مضمبوط سے درمیانے درجے کی رہی۔ تجربے سے حاصل ہونے والی بعض وغیرہ معلومات یہ ہیں:

(a) سلیڈی میں شامل سالوں کے دوران طرز زندگی تبدیلی آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے اور اس کی شدت میں کمی لانے پر خرچ کے لئے متعلق بجٹ کا تناسب نمایاں حد تک تبدیل ہوتا رہا۔ طرز زندگی ڈھالنے کے اخراجات کا یہ تناسب 25 سے 60 فیصد اور شدت میں کمی لانے کے اخراجات کا یہ تناسب 25 سے 71 فیصد کے درمیان رہا (مجموعی طور پر دونوں طرح کے اقدامات کے ثمرات زیادہ سے زیادہ 11 فیصد رہے)۔ آب و ہوا سے متعلق ترقیاتی اخراجات میں اضافی مالی گنجائش جہاں بہت کم ہے دیہیں اس میں چندال اضافہ نہیں ہوتا۔ بنگلہ دیش اور نیپال نے طرز زندگی ڈھالنے کی سرگرمیوں سے متعلق بجٹ کا بالترتیب 97 اور 75 فیصد حصہ خرچ کیا۔

(b) سلیڈی میں شامل بھی سالوں کے دوران ہر حکومتی ادارے میں آب و ہوا سے متعلق ترقیاتی منصوبوں کی تعداد اور آب و ہوا سے متعلق منصوبوں کے تناسب میں نمایاں تبدیلیاں آتی رہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وسائل کی تخصیص اور پالیسی ڈیلیوری نامہوار ہے۔ آب و ہوا سے متعلق منصوبوں کا سب سے زیادہ فیصد تناسب وزارت تبدیلی آب و ہوا، پانی و بنکی ڈویژن اور امور کمپنیوٹ بلتستان ڈویژن میں رہا۔

جدول 1: وفاقی حکومت کے اخراجات کے نتائج کا خلاصہ

					(ملین روپے)
2013-14	2012-13	2011-12	2010-11		
243400.49	196733.42	199330.07	192048.26	(a)	کل اصل اخراجات جن میں تبدیلی آب و ہوا کو وزن دیا گیا
3912945.00	3402848.00	3057334.00	2537438.00	(b)	نظر ثانی شدہ کل بجٹ اخراجات
					کل بجٹ اخراجات میں تبدیلی آب و ہوا کو وزن دینے والے اخراجات کا فیصد نسبت
					6.22 فیصد
					5.78 فیصد
					6.52 فیصد
					7.57 فیصد

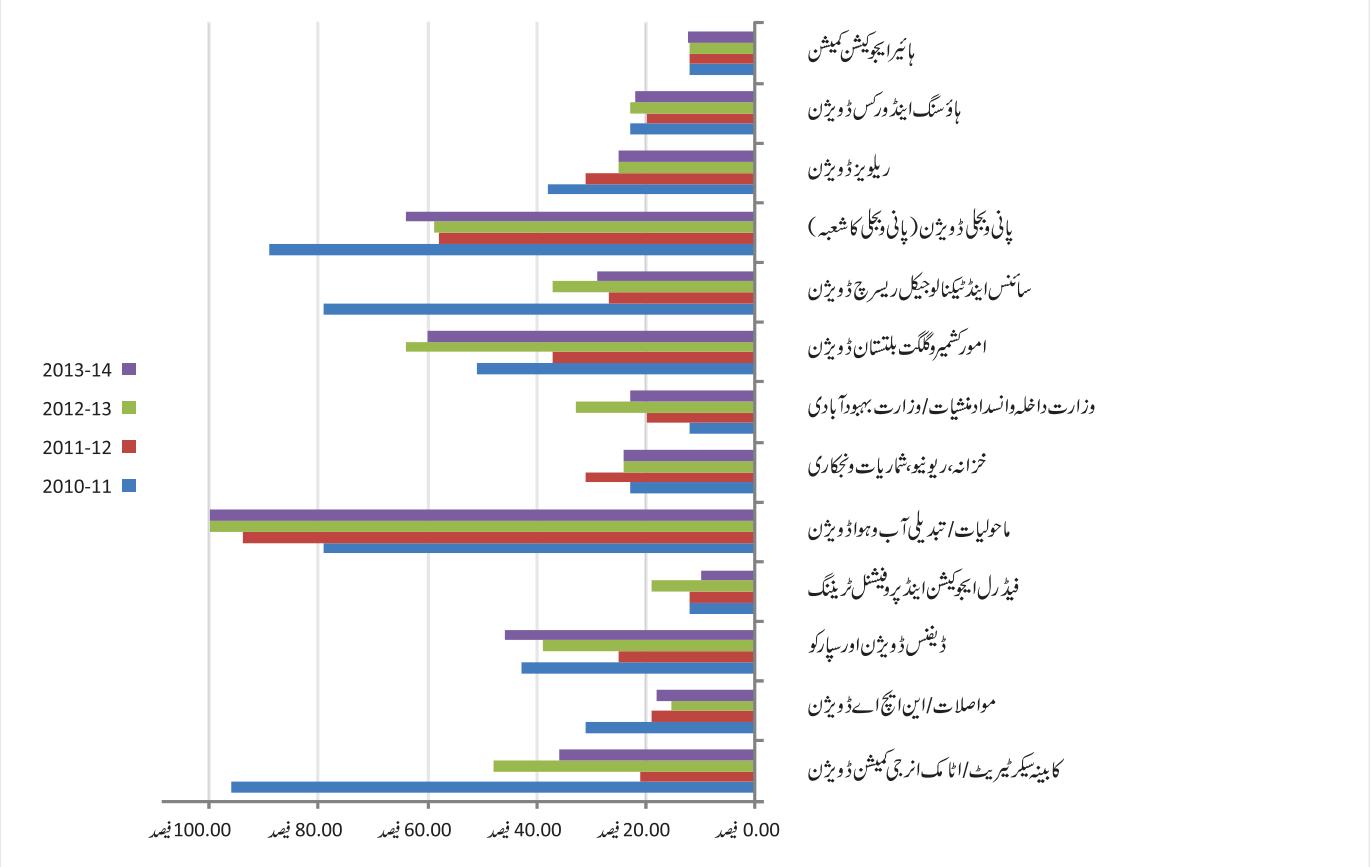
اس عرصے کے درمیان میں اور فی الوقت عالمی سطح پر اس میں خاطر خواہ کمی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اگرچہ تجھیں تیار کرنا مشکل ہے لیکن پاکستان میں طرز زندگی تبدیلی آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے کے اوسط سالانہ اخراجات کا تخمینہ 6 ارب امریکی ڈالر سے 2050 میں 14 ارب امریکی ڈالر کے لگ بھگ یا اوسطًا 10.7 ارب امریکی ڈالر سالانہ ہے (2010 کے اعداد و شمار)۔ طرز زندگی ڈھالنے پر لگائے جانے والے فیڈریکی موجودہ سطح کے ساتھ لگات کے عالمی تجھیں کے ایک موازنہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ طرز زندگی ڈھالنے پر انداز جو سرمایہ کاری ہوئی چاہئے وہ سرمایہ کاری کی موجودہ سطحوں سے کمیں زیادہ بنتی ہے اور پاکستان جیسے غیر محفوظ ترقی پذیر ممالک پر یہ بات خاص طور پر صادق آتی ہے۔

شدت میں کمی پر انداز 18 ارب امریکی ڈالر کے لگ بھگ سرمایہ کاری کی ضرورت ہے جس سے گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں سالانہ 15 فیصد کی آئے گی۔ طلب اور رسید و فوتوں لحاظ سے شدت میں کمی کے کمی آب و ہوا سے تعلق کو دینے گئے اوسط وزن کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ مذکورہ قابل ذکر ممکنات موجود ہیں جس میں تو ناٹی کی بچت کے اقدامات سب پالار، جان کو عمومی نقطہ نظر سے دیکھیں تو پانی و بنکی کے شعبے میں تعلق مضمبوط نظر آتا ہے جس کے بعد احوالیات تبدیلی آب و ہوا و ڈیشن آ جاتا ہے۔

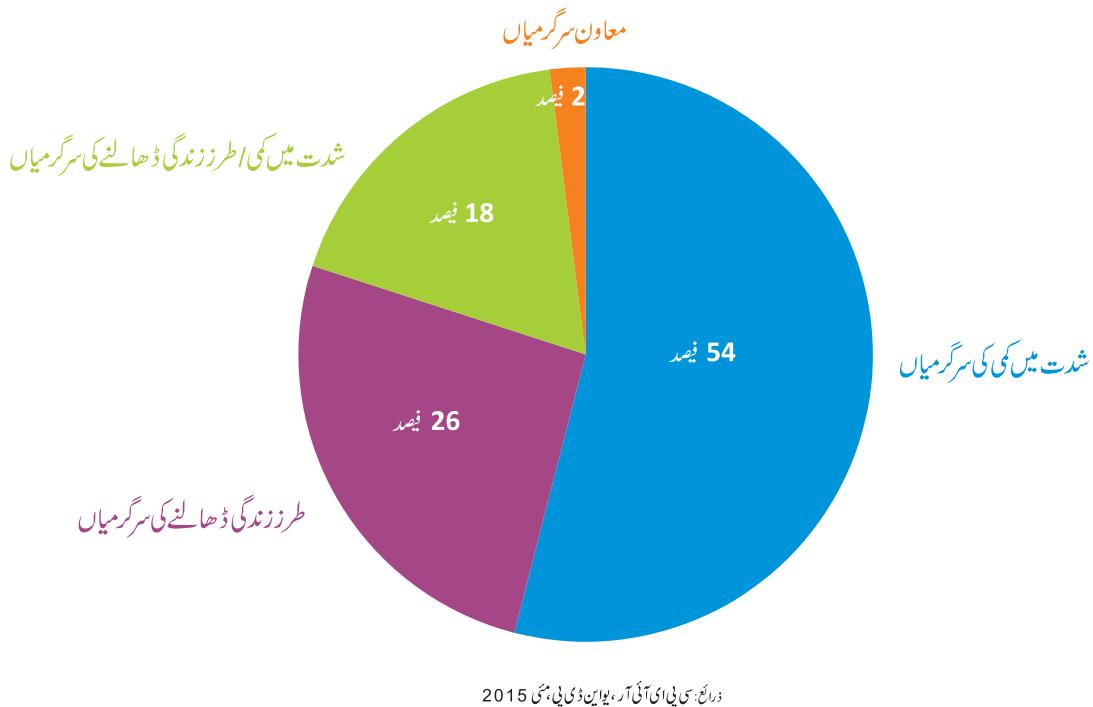
پاکستان میں مزید تو ناٹی اور گرین ہاؤس گیسوں کے بڑھتے اخراج کی شدت میں کمی دوںوں کی اشد ضرورت ہے جس پر جی ڈی پی کے باعث فیصد سے زائد ناطر خواہ سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ معماشی افزائش کو ای بناۓ پر ہونے والے گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج سے الگ کرنے کے لئے

شدت میں کمی پر انداز 18 ارب امریکی ڈالر کے لگ بھگ سرمایہ کاری کی ضرورت ہے جس سے گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں سالانہ 15 فیصد کی آئے گی۔ طلب اور رسید و فوتوں لحاظ سے شدت میں کمی کے کمی آب و ہوا سے تعلق کو دینے گئے اوسط وزن کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ مذکورہ قابل ذکر ممکنات موجود ہیں جس میں تو ناٹی کی بچت کے اقدامات سب پالار، جان کو عمومی نقطہ نظر سے دیکھیں تو پانی و بنکی کے شعبے میں تعلق مضمبوط نظر آتا ہے جس کے قومی تقاضے ایک اندازے کے مطابق جی ڈی پی کے 1.5

شکل 1: وفاقی اداروں کے اقدامات میں آب و ہوا سے تعلق کو دیا گیا اوسط وزن



**شکل 2: 2013-2014 کے پی ایس ڈی پی میں آب و ہوا سے متعلق  
 موضوعات پر اخراجات کی تخصیص**



- ۵) حتیٰ اخراجات کے اعتبار سے چار سالوں کے دوران آب و ہوا سے متعلق کل حقیقی سرمایہ کاری اخراجات کا 60 سے 80 فیصد دوڑا رتوں کے درمیان بنا رہا جن میں وزارت پانی و مکمل (بشویں و اسٹرائیڈ پاور ڈولپمنٹ اتھری [وپی] اور کابینہ ڈویژن (بشویں اٹاک ارجمنگ کمیشن [اے ای سی]) شامل ہیں۔ تبدیلی آب و ہوا سے متعلق یہ غیر ہموار بحث نات اس حوالے سے سرمایہ کاری کے ایک بھی گیر فریم ورک کی ضرورت کو باجگر کرتے ہیں جس سے بحث قوم کی تخصیص کو مجموعی دھارے میں لانے اور ملک میں تبدیلی آب و ہوا کی مشکلات پر کلی نوعیت کا جوابی اقدام لین بنانے میں مدد مل سکے۔
- ☆ منصوبہ سازی اور بحث سازی ابھی تک دو الگ الگ شعبے ہیں کیونکہ ادارہ جاتی انتظام مختلف اداروں میں بنا ہوا ہے۔ تبدیلی آب و ہوا جیسے کی مختلف شعبوں سے متعلق مسائل کے معاملے میں یہ کمزوری مزید گلزار جاتی ہے۔
- ☆ تبدیلی آب و ہوا کو مجموعی دھارے میں لانے کا کام کسی طور محدود ہے اور صورتحال شاید اس وقت تک ایسی رہے جب تک کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد وزارت تبدیلی آب و ہوا، وزارت خزانہ اور ایم پی ڈی آر کے مینڈیٹ پر کوئی واضح عملی تجویز نہیں ہو جاتا۔

1	اس طرح کے جائزے بگدو لیں، کبودیا، انڈو میشیا، سہوا، بختی، لینڈ اور بہت نام کے لئے تیار کئے جا چکے ہیں۔
2	طریقہ کا، ڈیا کے زرائے اور تجیہی کی تیاریں بیٹھنے آنے والی مشکلات پر مدیر تضییبات کے لئے بکھیں سی پی ای آئی آر کا باب 4 اور 5، یاہین ڈی پی، مئی 2015
3	بگدو میں آب و ہوا پر سرمایہ کاری اخراجات اور ادارہ جاتی جائزہ (سی پی ای آئی آر)، 2012
4	نیپاں میں آب و ہوا پر سرمایہ کاری اخراجات اور ادارہ جاتی جائزہ (سی پی ای آئی آر)، دسمبر 2011
5	کہہ دیا میں آب و ہوا پر سرمایہ کاری اخراجات اور ادارہ جاتی جائزہ (سی پی ای آئی آر)، جولائی 2012
6	صوبہ بخارا، سندھ اور بلوچستان کو تجویز کرواقی حکومت، خیبر پختونخوا حکومت اور سین و سینجر (گلگت بلتستان، فناوار آزاد جموں و کشمیر) کے تبدیلی آب و ہوا مجھوں اخراجات 14-13 میں قومی جی ڈی پی کا 1.1 فیصد رہے۔ ایک سرمایہ اندازے کے طور پر اگر ہم تین دیگر صوبوں کے مجھی تھیں کے طور پر مزید 25 ارب میں شامل کر لیں تو یہ تباہ بڑھ کر تو میں جی ڈی پی کے 1.5 سے 1.75 فیصد تک پہنچ جائے گا۔
7	سال 2013-14 کے لئے، بکھیں ٹھل 2

## طے شدہ قومی کردار کے ارادوں پر پاکستان کی دستاویز: غلطی کہاں ہوتی؟

کراوی جبکہ پاکستان ان ملکوں میں شمار ہوتا ہے جنہوں نے آخر میں یہ دستاویز جمع کرنی جس پر مارچ 2015 کے وسط میں کام شروع کیا گیا۔

قرےے کی نویسیت کے نقطہ نظر تک پہنچنے اور غایباں مغل کی رفتار تیز کرنے کے لئے پاکستان کی وزارت تبدیلی آب و ہوانے پاکستان کے "طے شدہ قومی کردار کے ارادوں" کی دستاویز تیار کرنے کے لئے دو گروپ تکمیل دینے کا فیصلہ کیا۔ ان میں سے پہلا گروپ تھا جو وزارت کے افران پر مشتمل تھا جبکہ دوسرا یہ دونی گروپ تھا جس میں تیکنیکی ماہرین شامل تھے اور جس کے لئے نہ زمین الاقوامی عطیہ دہنگان نے فراہم کئے۔

"طے شدہ قومی کردار کے ارادوں" کی دستاویز کا مسودہ پہلے گروپ نے تجویز کیا جواب "زمیو ڈرافٹ" کے نام سے جانا جاتا ہے جسے اگست 2015 کے وسط میں حقیقی دلیلی گئی جبکہ دوسرے گروپ کی طرف سے تجویز کیا گیا مسودہ "کافی نہیں ڈرافٹ" کے نام سے جانا جاتا ہے جسے 28 اگست 2015 کو حقیقی دلیلی گئی۔

ابتدائی مسودوں کا جائزہ لینے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان دونوں مسودوں میں یہی بات کی گئی کہ "طے شدہ کردار کے ارادوں پر پاکستان کی دستاویز تیار کرنے کے کام شروع کرنے سے پہلے اور اس کے بعد چار مشاورتی و رکشاہیں کا اہتمام کیا گیا جن میں تمام متعلقہ فریقوں کو شامل کیا گیا۔"

تاہم ذراائع کا کہنا ہے کہ 30 مارچ سے کمپی اپیل کے دوران صرف ایک مشاورتی و رکشاپ منعقد کی گئی۔ تن روز پھر یہ ایک بھرپور و رکشاپ تھی جس میں زیادہ تر نمائندگی و فاقی حکومت کے متعلقہ فریقوں کی تھی جبکہ صوبائی حکومتوں کی شمولیت اس میں محدود تھی۔ مقامی حکومتوں کو اس میں نمائندگی نہیں مل پائی جبکہ جو شعبے کے کاروباری ارادوں نے اس میں حصہ نہیں لیا۔

اس موضوع پر تبصرہ کرتے ہوئے سینیشن ایبل ڈولپمنٹ پالیسی انسٹی ٹیوٹ کے پیپر ایگریکٹو ائریکٹر اکٹ و قرار احمد نے کہا کہ اخراج میں اصل کی تھی توقع ہو گی جب تھی شعبے اور گروں کے رویے میں تبدیلی آئے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ "جی شعبے کو حکومتی مشاورتوں میں شامل نہیں کیا گیا جبکہ گروں کے ساتھ ایک خاص سٹیپ پر ایڈو رسائی کی ضرورت ہے جس کا اندازہ حکومتی سٹیپ پنہیں لگا گیا۔"

اس کے عکس دیت نام نے مختلف متعلقہ حکاموں، غیر مرکاری ارادوں،

کے مطابق ڈھالنے کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں گے یا اس کے لئے کس قدر سرمایہ درکار ہوگا۔

یہاں ایف سی کی کونشن کے مطابق اس دستاویز میں توقع کی جاتی ہے کہ گرین ہاؤس گیسوں کے اثرات کم کرنے پر کمک معلومات دی جائیں گی، ایک حوالہ طے کیا جائے گا کیا ایک سال کے اعداد و شمار کو بنیاد بنا یا جائے گا، عملدرآمد، دانہ کار اور کورٹیک کے علاوہ منصوبہ سازی، مفروضوں اور طریقہ کار پر ٹنی لائچی اعلیٰ اور ان کا شید و دل دیا جائے گا۔

بھلا ہو یہاں ایف سی کی کونشن کا کہ اس میں کچھ باقی مکمل طور پر واضح نہیں کی گئیں اور اس حوالے سے کوئی واشگاف مفہوم یا کوئی یکساں نہیں فراہم نہیں کیا گیا کہ "طے شدہ قومی کردار کے ارادوں" میں کون کون سی باتیں شامل ہوں گی یا اس کا ڈھانچہ کیا ہوگا۔ تاہم عام اندماز میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ کسی ترقی یافتہ ملک کی اس دستاویز میں شدت کم کرنے کے اقدامات پر زیادہ توجہ دی جائے گی جبکہ ترقی پر یہ ملک طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے علاوہ تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں کمی اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے لئے دکار سرمایہ، استعداد میں بہتری اور یکیننا لوحی کی منتقلی پر زیادہ توجہ دیں گے۔

یہاں کہے اور غیر تحریری تو اعد یہاں ایف سی کی کونشن کے دو اہم آرٹیکل یعنی آرٹیکل 3.1 اور آرٹیکل 4.7 پر تیزیں۔ اول الذکر ایک مشترکہ اور مساوی یکین ممتاز ذمہ داری کے اصول سے متعلق ہے جبکہ اس میں تبدیلی آب و ہوا سے منشے کے لئے ترقی یافتہ مالک کے پیش پیش رہنے کی ضرورت پر بات کی گئی ہے۔

موخر الذکر آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ "ترقی پر یہ مالک اس کونشن کے تحت کئے گئے اپنے وعدوں پر کس حد تک موثر طریقے سے عملدرآمد کریں گے جس کا انحصار اس بات پر ہو گا کہ ترقی یافتہ مالک مالی و مسائلی اور یکیننا لوحی کی منتقلی سے متعلق اپنے وعدوں پر کس حد تک موثر طریقے سے عملدرآمد کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ حقیقت پیش نظر کھی جائے گی کہ معاشی و سماجی ترقی اور غربت کا خاتمه ترقی پر یہ ملکوں کی اولین ترجیحات ہیں۔"

"طے شدہ قومی کردار کے ارادوں" پر پاکستان کی دستاویز کی تجزیہ "طے شدہ قومی کردار کے ارادوں" کا تصور اپنی موجودہ شکل میں دسمبر 2014 میں ہونے والی COP20 میں سامنے آیا البتہ اس کے عمومی آئینیا پر نومبر 2013 میں ہونے والی COP19 میں اتفاق کر لیا گیا تھا۔ موبائل یونیٹ پہلا ملک تھا جس نے فروری 2015 میں اپنی دستاویز جمع



صہیب جمالی<sup>۱</sup>

ریسرچ ایڈیٹر، برنس ریکارڈر

نومبر 2015 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے کہا کہ "پیس میں ہمیں تبدیلی آب و ہوا سے درپیش خطرات پر مشترکہ لیکن ممتاز ذمہ داری کے ساتھ جواب دینا ہو گا۔ پاکستان کے مفادات کرہ ارض کو پہنچنے والے کسی بھی نقصان کی روک تھام اور اسے اللہ کے لئے ایک شاندار اور اجتماعی زمکن راہ میں حاصل نہیں ہوں گے۔"

تقریباً ایک ماہ بعد انہوں نے امریکی صدر باراک اوباما کے ہمراہ اپنے ملک کے اس عزم کا اظہار کیا کہ دسمبر 2015 میں ہونے والی پیس کانفرنس میں تبدیلی آب و ہوا پر ایک شاندار تجویز کے لئے پورا ذریعہ لے جائے گا۔

ان تاثرات کے پس منظر میں امید تھی کہ پاکستان اپنے "طے شدہ قومی کردار کے ارادوں" (INDC) کی دستاویز پر فعال طریقے سے کام کرے گا اور شفاف اندماز میں اس کی تکمیل کرے گا اور اس مقدمہ پر اس نے اپنے پیشہ عزیز مکاواقی اطہر رکھی کیا۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ ہواہ اس کے برکلے رہا۔ پاکستان کی طرف سے یہ دستاویز ایک تو خاصی تاخیر سے سامنے آئی اس پر مترسراہ یہ کہ یہ صرف ایک صفحے کی دستاویز تھی جو پورے 350 اغراض پر متعلق تھی۔ اس میں تبدیلی آب و ہوا کی شدت کرنے اور ای طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے لئے معیار یا مقدار پر ٹنی کوئی خاص وعدے نہیں کئے گئے۔

جو لوگ اس بارے میں زیادہ معلومات نہیں رکھتے ان کے لئے بتا چکوں کہ "طے شدہ قومی کردار کے ارادے" وہ دستاویز ہے جس میں کوئی ملک اپنے ان ارادوں کا اظہار کرے گا کہ وہ گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج کس حد تک کرے گا اور تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے یا طرز زندگی اس

کرے گا جن کی نشاندہی ان مسودوں میں کی گئی ہے (دیکھیں جدول 1)۔ تاہم یہ دستاویز یا این ایف کی سی کی وکیج کرنے سے پہلے ایک تیرارو درخت مسودہ سامنے آگیا جس میں مقدار پرمنی کوئی وعدے اور معیار پرمنی کوئی پالیسی اقدامات شامل نہ تھے۔ یہ خاصی مایوس کن بات تھی بالخصوص اس بناء پر کرتی یافتہ اور ترقی پذیر یہی ملکوں کی دستاویزات میں معیشت کے کمی یا قریبیاً سمجھی شعبوں کا احاطہ کیا گیا۔

”طے شدہ قومی کردار کے ارادوں“ پر پاکستان کی دستاویز کا جائزہ پاکستان کی طرف سے تیار کئے گئے ”زیر و فراہٹ“ اور ”کافینڈش ڈرافٹ“ دونوں میں تبدیلی آب و ہوا کے خلاف ایک پچھیدہ عزم کا احساس دیکھنے کو ملتا ہے۔ دونوں میں حسب معمول کی بنیاد پر بعض وعدے کئے گئے ہیں اور پالیسی اقدامات بھی طے کئے گئے ہیں جو پاکستان ان شعبوں میں تبدیلی کی شدت کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھانے کے لئے

تحقیقی اداروں، کارروائی شعبے کے نمائندوں کے علاوہ یہاں الاقوامی ترقیاتی پارٹیز کو ساتھ مل کر اپنے ”طے شدہ قومی کردار کے ارادوں“ کی دستاویز تیار کی ہے۔ اسی طرح کینیا نے اس دستاویز کی تیاری کے لئے مختلف متعلقہ فریقوں اور مختلف شعبوں کی شمولیت پرمنی مشاورتی طریقہ اپنالیا اور یکی اور کاؤنٹی کی سطح پر تبدیلی آب و ہوا پر اپنی جوانی حکمت عملی اور منسوبے تیار کئے۔

### طے شدہ قومی کردار کے ارادوں پر مختلف ملکوں کی طرف سے جمع کرائی گئی دستاویزات کا موازہ

نیکس جو ڈی پی ملک کا نام (ڈالر)	میادی سطح میادی سطح	کی کاہدف کاہدف کا سال	شعبے	شعبوں کے لحاظ سے اقدامات	درپیش خطرات	بین الاقوامی مالی ضروریات	
امریکہ	54,629.50	2005	26 فیصد تا 28 فیصد (غیر مشروط)	توانائی، صنعتی عمل اور مصنوعات کا استعمال، زراعت، فضلہ	کوئی خطرات نہیں بتائے گئے	کوئی ذکر نہیں کیا گیا	
جاپان	36,194.40	2013	26 فیصد (غیر مشروط)	ایضاً	کوئی خطرات نہیں بتائے گئے	کوئی ذکر نہیں کیا گیا	
یورپی یونین	34,300	1990	40 فیصد (غیر مشروط)	ایضاً	کوئی خطرات نہیں بتائے گئے	کوئی ذکر نہیں کیا گیا	
جنوبی کوریا	27,971		37 فیصد (صورتحال حسب معمول)	ایضاً	کوئی خطرات نہیں بتائے گئے	کوئی ذکر نہیں کیا گیا	
روس	12,736	1990	25 فیصد تا 30 فیصد	ایضاً	کوئی خطرات نہیں بتائے گئے	کوئی ذکر نہیں کیا گیا	
برازیل	11,385	2005	37 فیصد تا 43 فیصد (غیر مشروط)	کوئی شعبہ نہیں بتایا گیا	گرین ہاؤس گیسوں یا امریکی ڈالر میں رقم کے بغیر بتائے گئے ہیں	معمولی عوامل دیا گیا ہے	
چین	7,594	2005	60 فیصد تا 65 فیصد	کوئی شعبہ نہیں بتایا گیا	کوئی اقدامات نہیں بتائے گئے	معمولی عوامل دیا گیا ہے	
سری لانکا	3,631	2010	7 فیصد (غیر مشرط) (صورتحال حسب معمول) 4 فیصد تو انائی، 3 فیصد دیگر شعبے۔ 23 فیصد (شرط) (16 فیصد) تو انائی، 7 فیصد دیگر شعبے	توانائی، ٹرانسپورٹ، صنعت، فضلو جنگلات	گرین ہاؤس گیسوں یا امریکی ڈالر میں رقم کے بغیر بتائے گئے ہیں	مختصر اتنا تیا گیا ہے ڈالر میں رقم نہیں دی گئی لیکن مشروط کی کوہی و دنی مالی امداد، بینالوچی کی منتقلی اور استعداد میں بہتری سے مشروط کیا گیا ہے	
اندونیشیا	3,492		29 فیصد (صورتحال حسب معمول) (غیر مشرط)، اضافی 12 فیصد (بین الاقوامی امداد سے مشروط)	توانائی، صنعتی عمل و مصنوعات کا استعمال، زراعت، اضافی 12 فیصد (بین الاقوامی امداد سے مشروط)	کوئی اقدامات نہیں بتائے گئے	تفصیل اتنا گیا ہے ڈالر میں رقم نہیں دی گئی لیکن حسب معمول صورتحال کے طبق 12 فیصد کی کوہی و دنی منتقلی، استعداد میں بہتری اور مالی و سائل تک رسائی سے مشروط کیا گیا ہے	
ویتنام	2,052	2010	8 فیصد (صورتحال حسب معمول) (غیر مشرط)۔ اضافی 17 فیصد (بین الاقوامی امداد سے مشروط)	توانائی، ٹرانسپورٹ، زراعت، جنگلات و اراضی کا دیگر استعمال، فضلو	تفصیل اتنا گیا ہے ڈالر میں رقم نہیں دی گئی لیکن کہا گیا ہے کہ ریاست و سائل طرز زندگی تبدیلی آب و ہوا کے مطابق ڈھانے کے صرف 30 فیصد اقدامات کے لئے کافی ہیں	ڈالر میں رقم نہیں دی گئی لیکن کہا گیا ہے کہ ریاست و سائل طرز زندگی تبدیلی آب و ہوا کے مطابق ڈھانے کے صرف 30 فیصد اقدامات کے لئے کافی ہیں	

## طے شدہ قومی کردار کے ارادوں پر مختلف ملکوں کی طرف سے جمع کرائی گئی دستاویزات کا موازنہ

ملک کا نام (ڈالر)	بندیادی سطح	کمی کا ہدف	ہدف کا سال	شعبے	شعبوں کے لحاظ سے اقدامات	درپیش خطرات	مین الاقوامی مالی ضروریات
بھارت	2005	33 فیصد سے 35 فیصد (آرٹیکل 3.1 اور 4.7 سے مشروط)	2030	کوئی شعبہ نہیں تباہ گیا	گرین ہاؤس گیسوں یا امریکی ڈالر میں رقم کے بغیر بتائے گئے ہیں	تفصیلًا بتایا گیا ہے، ترقی کا جواز دیا گیا ہے	مین الاقوامی مالی ضروریات کو بعد میں حتیٰ تک دی جائے گی۔ ابتدائی تخمینہ 2.5 ڈالر میں ڈالر کے مساوی ہے
گھانا	2010	15 فیصد (صورتحال حسب معقول) (غیر مشروط) اضافی 30 فیصد (مین الاقوامی امداد سے مشروط)	2025-2030	توانائی، صنعتی عمل و مصنوعات کا استعمال، زراعت، فضله	امریکی ڈالر میں رقم تباہی ہیں لیکن گرین ہاؤس گیسوں کے بغیر	مجموعی ساحوال دیا گیا ہے	16 ڈالر میں ڈالر
کینیا	کوئی نہیں	30 فیصد (صورتحال حسب معقول)	2030	ایضاً	گرین ہاؤس گیسوں یا امریکی ڈالر میں رقم کے بغیر بتائے گئے ہیں	مجموعی ساحوال دیا گیا ہے	سچی شعبوں میں تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں کمی اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے لئے 40 ڈالر میں ڈالر
پاکستان- جمع کرایا گیا مسودہ	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں	محکمہ طور پر تمام شعبوں میں	کوئی اقدامات نہیں بتائے گئے	کوئی خطرات نہیں بتائے گئے	کوئی ذکر نہیں کیا گیا
پاکستان- زیر و ڈرافٹ	کوئی نہیں	توانائی کی رسید پر 37 فیصد، تو انائی کی طلب پر 22 فیصد، 8 فیصد انپورٹ، 5.5، فیصد زراعت و بیتلکات، ہر انپورٹ (صورتحال حسب معقول)	2030	توانائی کی رسید/ طلب، زراعت و بیتلکات، ہر انپورٹ	کرین ہاؤس گیسوں یا امریکی ڈالر میں رقم کے بغیر بتائے گئے ہیں	تفصیلًا بتایا گیا ہے	مشروط حیثیت کا ذکر جعلی انداز میں نہیں کیا گیا لیکن خفی طور پر آرٹیکل 4.1 پر ہنچ ہے۔
پاکستان- کافی نیشنل ڈرافٹ	2012	پہلا آپشن: 10 فیصد (5 فیصد غیر مشروط، 5 فیصد مشروط)، دوسرا آپشن: 18 فیصد (5 فیصد غیر مشروط، 13 فیصد مشروط)، تیسرا آپشن: 18 فیصد (مشروط)	2030	توانائی (شمول انپورٹ و زراعت)	گرین ہاؤس گیسوں یا امریکی ڈالر میں رقم کے بغیر بتائے گئے ہیں	تفصیلًا بتایا گیا ہے	ڈالر میں رقم نہیں دی گئی لیکن کمی کو یہ ورنی مالی امداد، ہیکنا لو جی کی منتقلی اور استعداد میں بہتری سے مشروط کیا گیا ہے
بنگلہ دیش		5 فیصد (صورتحال حسب معقول) (غیر مشروط)، 15 فیصد (مین الاقوامی امداد سے مشروط)	2030	توانائی، صنعت	کرین ہاؤس گیسوں یا امریکی ڈالر میں رقم کے بغیر بتائے گئے ہیں	تفصیلًا بتایا گیا ہے	ڈالر میں رقم نہیں دی گئی لیکن مشروط کی کو یہ ورنی مالی امداد، ہیکنا لو جی کی منتقلی اور استعداد میں بہتری سے مشروط کیا گیا ہے
زمبابوے		33 فیصد (صورتحال حسب معقول) (مشروط)	2030	توانائی	امریکی ڈالر میں رقم تباہی ہیں لیکن گرین ہاؤس گیسوں کے بغیر	تفصیلًا بتایا گیا ہے	زری شعبے میں طرز زندگی تبدیلی آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے کے لئے 26.175 ڈالر میں ڈالر کارہیں
انفغانستان	2005	13.6 فیصد (مشروط)	2030	توانائی، قدرتی وسائل کا استعمال، زراعت، فضله کی تلفی اور کانٹی	امریکی ڈالر میں رقم تباہی ہیں لیکن گرین ہاؤس گیسوں کے بغیر	تفصیلًا بتایا گیا ہے	تفصیلی مالی ضروریات دی گئی ہیں۔ کل: 17.4: 10.7 ڈالر میں ڈالر طرز زندگی تبدیلی آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے سے اور 6.6 ڈالر میں ڈالر کی شدت میں کمی لانے کے لئے

ذریعہ: طے شدہ قومی کردار کے ارادوں پر یا این ایف سی ہی کو جمع کرائی گئی دستاویزات (فی کس جی ڈی پی کے لئے عالمی بینک) <http://www4.unfccc.int/submissions/INDC/Submissions%20Pages/submissions.aspx>

طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے لئے ضروری ہیں۔

موزر العذکر صورت میں ہماری مثال سعودی عرب کی مانند ہوتی جس نے گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں کم کوئی عدوی ہدف نہیں دیا لیکن کم از کم وہ پالیسی اقدامات ضرور و اضطرار کر دیتے ہیں جو اس کے منسوبوں میں شامل ہیں جیسے تو ناکی کام مردمہ استعمال، میتھن کی بحالی، آبی حیات کا تحفظ، پانی کا عدمہ استعمال وغیرہ۔

پاکستان اگر تفصیلی طور پر واضح نہیں کر پایا کہ اسے تبدیلی آب و ہوا سے کون کون سے خطرات درپیش ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اس نے دنیا بھر کے لابی کاروں، عظیمہ دہنگان اور مذاکرات کاروں کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے کا ایک موقع گتوادیا۔ دیگر مالک مثلاً بھارت، اٹھونیا اور زمبابوے نے اپنی اس دستاویز میں اپنے اپنے ملکوں کو درپیش خطرات کی تفصیل دی ہے حالانکہ تبدیلی آب و ہوا سے ان ملکوں کو درپیش خطرات است نہیں ہیں بلکہ پاکستان کو ہیں۔<sup>2</sup> پاکستان کو کمی و واضح کرنا چاہئے کہ مختلف شعبوں یا کیوں نہ کرو درپیش خطرات کس طرح اس کی ضروریات اور ترجیحات کی تکمیل کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ڈاکٹر وقار بھاج طور پر نشاندہی کرتے ہیں کہ پاکستان کی طرف سے اپنے تختیں کو اس حد تک بروئے کاربنیں لایا گیا کہ یہ بڑھتے ہوئے اخراج کے مسائل پر قابو پانے کے لئے کوئی علاقائی حل سامنے لا سکے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ ”پہلی مشاورت میں پاکستان کی ماحولیاتی انحطاط میں ہونے والے اضافے میں جیسیں اور بھارت کے کرار پر ایک اہم نکتہ اٹھایا گیا۔“ اب سوال یہ ہے کہ ہم اپنے ان دونوں ہمسایہ ملکوں کو کس طرح اس بات پر مالک رکھتے ہیں کہ وہ یہاں کاربن میں کم کی لائیں جو پاکستانی گلیشزر کے تیزی سے گھلاو کا باعث بن رہی ہے؟ یہ ان اہم ترین نکات میں سے ایک ہے جو آپ کو پاکستان کی دستاویز میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔

ٹے شدہ قومی کردار کے ارادوں پر پاکستان نے جو دستاویز میں جمع کرائی ہے اسے دنیا کی مختصر ترین دستاویز قرار دیا جاسکتا ہے اور یوں پاکستان نے اپنا تقدیم چھوٹا کر لیا ہے۔ لیکن اگر آپ کرکٹ بیچ کے شروع میں ہی کچھ وکیوں کو بیچن تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بیچ ہار گئے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کا آغاز کمزور رہا ہے اور اب اصل امتحان یہ ہے کہ آپ اپنے اس انتظام کو فائدے میں بد لیں۔ کیا پاکستانی ٹیم جیت سکتی ہے؟

پاکستان کے طے شدہ قومی کردار پر یہ ارادے اس کی بین الاقوامی ذمہ داری کی حیثیت نہیں رکھتے اور ان پر عملہ آمدکی اور یہ وہ مسائل پر بھی ہو گا۔ اس میں موجودہ سماجی و اقتصادی حالات کو بھی بنیاد بنا یا گیا ہے اور اس میں 2020 سے 2030 تک کی دست کے اندازے دیتے گئے ہیں۔ قومی حالات کے مطابق اسے دست اپ ڈیٹ کیا جائے گا،<sup>3</sup> اس نوعیت کے اہم بیان کے نہراہ باضابطہ طور پر جمع کرایا گیا کوئی سابقہ مسودہ بھی اس کی نوک پلک سفارکرد یا جاسکتا تھا۔

ٹے شدہ قومی کردار کے ارادوں پر سری لانکا کی دستاویز میں بھی واضح طور پر کہا گیا ہے کہ سری لانکا ”قومی کردار اور اپداف کے ان ارادوں پر کسی بھی وقت نظر ثانی کا حق محفوظ رکھتا ہے اور اسے ایک ایسی دستاویز کی حیثیت دیتا ہے جس میں قومی ترقیاتی مقاصد اور اپداف میں وقاً فو فتا آئی و المی تبدیلیوں از اتمم کو خشم کیا جائے گا“۔ اسی طرح بگلہ دیش نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ وہ ”قومی کردار اور اپداف کے ان ارادوں پر کسی بھی وقت نظر ثانی کا حق محفوظ رکھتا ہے اور اسے ایک ایسی دستاویز کی حیثیت دیتا ہے جس میں قومی ترقیاتی مقاصد اور اپداف میں وقاً فو فتا آئی و المی تبدیلیوں / ترائمیں کو خشم کیا جائے گا۔“

اسی طرح فیڈیا کی عدم موجودگی کی دوسرے ممالک کے لئے اپنی یہ دستاویز جمع کرانے میں کا وکٹ کا باعث نہیں بنی۔ مثلاً کے طور پر بگلہ دیش نے واضح طور پر کہا ہے ”بگلہ دیش ڈیبا کے معیار اور مستانی کے مسئلے کا شکار ہے۔ اگر مستقبل میں نیا اور بہتر دیسا منے آجائاتے یا اگر مفرودہ شے تبدیل ہو جاتے ہیں تو حکومت اپنے تجزیہ کو ان کے مطابق اپ ڈیٹ کرے گی۔“ افغانستان کو بھی ”آب و ہوا پر قابل اعتبار تاخی ڈیٹا کی کی“ کا سامنا تھا جبکہ زمبابوے نے تسلیم کیا کہ بعض جگہوں پر جہاں معلومات کم تھیں اس نے ”پاکی ڈیٹا“ استعمال کیا۔

جو سو گیا وہ کھو گیا یا ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ دنیا بیچ پر جانے والوں کا انتظار نہیں کرتی اور جو سو جاتا ہے وہ کھجاتا ہے۔ یہی حال پاکستان کا ہے۔ اگر پاکستان کو واقعی ترقیاتی کا تعمیل کر سکے۔ تاہم ان دونوں دلائل سے بات نہیں بنتی اور طے شدہ قومی کردار کے ان کمزور ارادوں پر آپ محض اندازے ہی لاکھتے ہیں۔

پاکستان کے ”زیر و ڈرافٹ“ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کردار کے

جدول 1 سے ظاہر ہوتا ہے کہ پست درمیانی آمدی والے گروپ میں شامل ملکوں مثلاً کینیا اور پنگلہ دیش کے علاوہ کم آمدی والے گروپ میں شامل ملکوں یعنی زمبابوے اور افغانستان نے بھی اخراج میں کمی کے لئے بھلے مشروط سہی لیکن بہر حال مقدار پر میں کچھ وعدے کئے ہیں۔

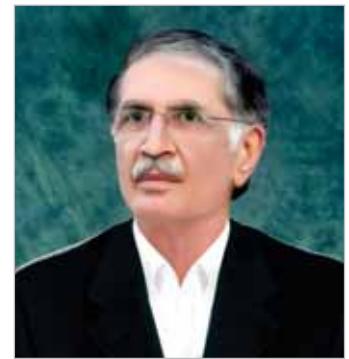
علاوہ ازیں، پاکستان نے طرز زندگی تبدیلی آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے اور اس کی شدت میں کمی کے لئے درکار سرمایہ کاری کا تجھیہ نہیں لگایا۔ ڈاکٹر وقارا کہنا ہے کہ ”حکومت کو دیگر ملکوں کی طرف سے اپنائے گئے طریقوں کے بارے میں آگاہ کیا گیا تھا جن میں اخراج کو مختلف شعبوں میں ایس ایس ایم ایکس پر میکرو سٹھ کی ٹریکنپورٹ سے مختلف پیش گیوں کے ساتھ جو گلہ ایسا ہے۔ درکار سرمایہ کاری کا تجھیہ لگانے کے لئے بنیادی نوعیت کی میکرو میڈیا نگ کی تھی اپنکی بھی نہیں کیا گیا۔ یہ کوئی ایسا کام نہیں تھا جس کے لئے کسی خاص مہارت کی ضرورت پڑتی کیونکہ تبدیلی آب و ہوا اور خزانہ کی وزارتیں آپس میں کو آرڈینیشن کر لیتیں تو بھی فانس ڈوڑیں یہ کام آسانی سے کر سکتا تھا۔“۔

پاکستان نے یو این ایف سی کی کو جو دستاویز میں جمع کرائی ہے وہ معاون کے اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ یہ دستاویز ”تبدیلی آب و ہوا کے مسئلے پر ملک کے پہم عزم سے ہم آمدی ہے جس کی عکاسی تبدیلی آب و ہوا پر قومی پالیسی کے علاوہ ذراعت، بکلی، تو ناکی، تو ناکی کے عمدہ استعمال، پانی اور دیگر شعبوں پر قومی پالیسیوں سے ہوتی ہے۔“ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی کوئی جام زرعی پالیسی ہے نہ آپی پالیسی۔

حکومتی ذرائع پاکستان کے طے شدہ قومی کردار کے ان کمزور ارادوں کی دو وجہات تھیں۔ بکلی، خاجہ پالیسی کے بعض ماہرین نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے کے لئے مقدار کے اعتبار کے کوئی ارادہ ظاہر نہ کرے کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ اس طرح ان پر عمل کرنا قانونی طور پر لازم ہو جائے گا۔ دوسرا، پاکستان کے پاس اقدر ڈیٹا نہیں ہے جس کی بنیاد پر وہ تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں رضا کاراہ طور پر لائی جانے والی کی کا تعمیل کر سکے۔ تاہم ان دونوں دلائل سے بات نہیں بنتی اور طے شدہ قومی کردار کے ان کمزور ارادوں پر آپ محض اندازے ہی لاکھتے ہیں۔

پاکستان کے ”زیر و ڈرافٹ“ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کردار کے بارے دیا جانے والا یہ بیان ”محض ایک ارادہ“ ہے جو COP21 میں طے کی گئی باقاعدہ پابندی ہے۔ زیر و ڈرافٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”لہذا

مصنف کے خیالات ضروری نہیں کہ جریدہ مہماں کی نہادنگی کرتے ہوں۔  
گلوبل کامپیکٹ ریک اینڈ کس 2015 کے مطابق پاکستان تبدیلی آب و ہوا سے متاثر ہونے والے ملکوں میں دسویں نمبر پر ہے۔



## پرویز خٹک

وزیر اعلیٰ

حوالوں سے مختلف شعبوں کے لئے سفارشات تجویز کی جائیں گی۔ ان شعبوں میں دیگر کے علاوہ آبی وسائل، زراعت، جگلات، جنگلی حیات، بائیوڈاینامیکسی، توائی کی بچت، بڑا نیپورٹ، صنعتیں اور نادن پلائیک شامل ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخواہ اس وقت اپنے کل بجٹ کے سات فیصد سے بھی زائد رقم تبدیلی آب و ہوا سے منشے کے لئے استعمال کر رہا ہے (سی پی ای آئی آر پورٹ 2014)۔ 2016 تک صوبائی پالیسی کو حصی دلے دی جائے گی جس کے بعد تبدیلی آب و ہوا پر صوبائی عملدرآمد کمیٹی (پی سی ای آئی سی) خیبر پختونخواہ کے صوبائی وزیر ماحولیات کی سربراہی میں عملدرآمد کا کام انجام دے گی۔

صوبائی، صلیقی اور کیوٹی کی سطح پر طرز زندگی آب و ہوا کی تبدیلی کے مطابق ڈھالنے اور اس کی شدت میں کیانے کے اقدامات پر عملدرآمد میں کون کون سے مسائل پیش آرہے ہیں؟ صورتحال بہتر بنانے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

فی الوقت تبدیلی آب و ہوا کی صوبائی پالیسی پر کام جاری ہے۔ مشاورتی کمیٹی پالیسی کے ایک مسودے کا جائزہ لے چکی ہے۔ کمیٹی نے مسودے میں جن پہلوؤں کی شاندی کی ان میں تبدیلیوں پر کام کیا جا رہا ہے۔

صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے بجٹ میں خاطرخواہ رقم مختص کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اولین ترجیح کے طور پر پالیسی سازوں اور متعلقہ حکومتی تکمیلوں میں شعور و آگاہی پیدا کرنے کے لئے تربیتی سیشن اور سینیماز منعقد کئے جائیں۔

کیا پاکستان بالخصوص خیبر پختونخواہ کے اہم پالیسی ساز طقوں میں تبدیلی آب و ہوا اور اس کے اثرات پر خاطر خواہ آگاہی موجود ہے؟ اس آگاہی کو مزید بہتر بنانے اور اس اہم شعبے میں پالیسی سازوں کے اندر ایک پختہ عزم پیدا کرنے اور اسے درپاحدت قائم رکھنے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

حکومت پاکستان قومی اور علاقائی سطح پر تبدیلی آب و ہوا سے پیدا ہونے والے مسائل اور ملک پر ان کے اثرات سے منشے کے لئے کام کر رہی ہے۔ تبدیلی آب و ہوا پر آگاہی پیدا کرنے اور صوبائی پالیسی کا مسودہ تیار کرنے کے لئے خیبر پختونخواہ حکومت نے ادارہ تحفظ ماحولیات (ای پی اے) کی زیرگرانی خیبر خیبری ماحولیاتی سمجھوتوں کے لئے ایک تبدیلی آب و ہوا سیل قائم کیا ہے جو سالانہ قیمتی پوگرام عسیم کے تحت جون 2014 سے کام کر رہا ہے۔ اس سیل میں تمام متعلقہ صوبائی تکمیلوں کے نمائندے شامل ہیں اور پوسے صوبے میں ڈوبین کی میاد پر اس سلسلہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے۔

آگاہی پیدا کرنے کے لئے گرگشتہ سال کے دوران اب تک صوبے کے مختلف قلعی اداروں میں کل پانچ درکشاپیں اور ایک سینیماز منعقد کئے جا چکے ہیں۔ ادارہ تحفظ ماحولیات کا تبدیلی آب و ہوا سیل مالی سال 2015-2016 کے لئے دستیاب بجٹ کے مطابق خیبر پختونخواہ کے علاقوں میں بھی اس مسئلے پر کام کرے گا۔ حکومت خیبر پختونخواہ نے اپنے ”گرین گروچہ انٹیشوو“ کے تحت 2014 سے ”بلینز پلانٹیشن“ کے نام سے پرانے جنگلات کو دوبارہ اور نئے جنگلات لگانے کی ایک بڑی ہمکار آغاز کیا۔ جس کے تحت چار سال کے عرصے میں صوبے میں ایک ارب درخت لگانے جائیں گے۔

تبدیلی آب و ہوا کے عالمی بحران سے منشے کے لئے تمام فریقوں کو تنازع کے حصول پر مل کر کام کرنا ہو گا۔ اس میں ترقی یا نیٹوکلوں اور میں الاقوامی عطیہ دہنگان مثلاً یاہین ڈی پی، جی آئی زینہ وغیرہ سے معاونت کا حصول بھی شامل ہے تاکہ آب و ہوا کے لئے سازگاری کیا جائے۔ مثلاً آبی اور سُشی یا کیانیاتی کی منتقلی، کیشیر خیبر خیبری ماحولیاتی سمجھوتوں پر تعمیر استھرا داران پر عملدرآمد میں مدد دی جاسکے۔ اس کے علاوہ اس میں تبدیلی آب و ہوا کے مسئلے سے منشے کے لئے مالی امداد اور خیبر پختونخواہ کے مختلف اضلاع کے درمیان اور مختلف بستیوں کے درمیان کیشیر خیبر خیبری ماحولیاتی سمجھوتوں کی اہمیت کو جاگر کرنا بھی شامل ہے۔

کیا خیبر پختونخواہ کے مجموعی پالیسی فریم ورک اور سرکاری اخراجات میں تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے اقدامات کو کوئی ترجیح دی جاتی ہے؟ اس حوالے سے پالیسی، قانونی یا انتظامی شعبوں میں کن کن تبدیلیوں یا اقدامات کی ضرورت ہے؟

تبدیلی آب و ہوا کی قومی پالیسی 2012 میں اس تبدیلی کی شدت کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کی تعریفیں واضح طور پر طے کر دی گئی ہیں۔ خیبر پختونخواہ کی صوبائی پالیسی پر بھی کام جاری ہے۔ جس میں ان دونوں



## عارف احمد

سینئر ٹری  
وزارت تبدیلی آب و ہوا

صوبائی، ضلعی اور کیمینی کی سطح پر طرز زندگی آب و ہوا کی تبدیلی کے مطابق ڈھالنے اور اس کی شدت میں کی لانے کے اقدامات پر عملدرآمد میں کون کون سے مسائل پیش آ رہے ہیں؟ صورتحال بہتر بنانے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

عملدرآمد میں کافی زیادہ مسائل درپیش ہیں اور یہ وہ رکاوٹیں جن کا سامنا سمجھی ترقی پر یہ ملکوں کو کرنا پڑ رہا ہے۔ پہلا، سرمایہ کی کامنلے ہے۔ تمام ترقی پر یہ مالک جو مستقل طور پر وسائل کی کاشکار رہتے ہیں، انہیں اس مسئلے کے لئے خاطرخواہ رقم مخف کرنے میں خاصی مشکل پیش آ رہی ہے۔ دوسرا، دورسہ بنیادوں پر اس مسئلے سے نتیجے کے لئے بہت زیادہ یکتنا لوگی کی ضرورت ہے اور یہ یکتنا لوگی ترقی پر یہ ملکوں میں تیار نہیں کی جاتی یا یہاں دستیاب نہیں ہے۔ ترقی یا نئے ملکوں میں بھی یہ بہت زیادہ بلند قیمت پر دستیاب ہے۔ پیش ترقی پر یہ اوقام کی وفا قی خامتوں کو بھاری قیمتیں ادا کئے بغیر یہ یکتنا لوگی حاصل کرنے میں بہت مشکل پیش آ رہی ہے۔ تیرا مسئلہ انسانی وسائل اور ادارہ جاتی ڈھانچوں انتبار سے استعداد کا ہے۔ جامع انداز میں کام کرنے اور اسے دیرپاہنانے کے لئے تبدیلی آب و ہوا کے فریم کو قوم کی مسلسل فرائی، بار عایت یکتنا لوگی تک رسائی اور استعداد میں بہتری کی ضرورت ہے۔

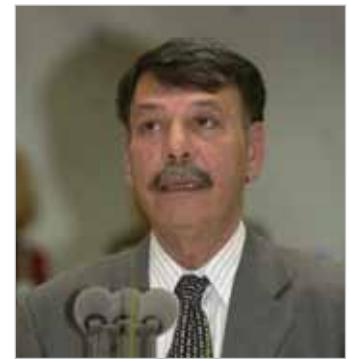
کیا پاکستان بالخصوص اہم پالیسی ساز طقوں میں تبدیلی آب و ہوا اور اس کے اثرات پر خاطرخواہ آگاہی موجود ہے؟ اس آگاہی کو مزید بہتر بنانے اور اس اہم شعبے میں پالیسی سازوں کے اندر ایک پشتہ عزم پیدا کرنے اور اسے دیرپاہنچ تک قائم رکھنے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

جی باہ، پالیسی سازوں اور فیصلے کرنے والے ان حکام میں خاطرخواہ آگاہی موجود ہے جو بالواسطہ بالبا واسط طور پر تبدیلی آب و ہوا سے بڑے ہیں۔ پالیسی ساز جب کمیٹیوں یا ناسک فورسز یا وزارتوں میں اپنے فیصلے کرتے ہیں تو وہ ان سیسٹلشن اور میٹیوں سے بھی مشورہ لیتے ہیں جو اس موضوع پر ماہرین کی میثیت رکھتے ہیں۔ کسی بھی بڑے فیصلے یا پر اجیکٹ میں سیسٹلشن کی رائے میثیت اس لئے حاصل کی جاتی ہے کہ فیصلہ سازی کے عمل کو بہتر بنایا جاسکے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی بڑا پر اجیکٹ یا فصلہ آب و ہوا کی تبدیلی پر ضروری غور و خوض کے بغیر ہی کر لیا جائے۔

اس میں کوئی تکمیل نہیں کر جیسے جیسے کوئی موضوع ارتقاء کے مرکل سے گزرتا ہے اضافی معلومات اور بہتر سمجھ بوجھ کی ضرورت ہمیشہ باقی رہ جاتی ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ پالیسی کی سطح پر ہم اپنے اداروں سے امید کرتے ہیں کہ وہ دنیا بھر میں تبدیلی آب و ہوا کے حوالے سے ہونے والی تازہ ترین پیشرفت اور ڈنائے باخبر رہیں۔

کیا پاکستان کے مجموعی پالیسی فریم ورک اور سرکاری اخراجات میں تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے اقدامات کو کوئی ترجیح دی جاتی ہے؟ اس حوالے سے پالیسی، قانونی یا انتظامی شعبوں میں کن کن تبدیلیوں یا اقدامات کی ضرورت ہے؟

تبدیلی کی شدت کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے، دونوں کو ہی ترجیح دی جاتی ہے البتہ شدت کم کرنے کے مقابلے میں طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ ہمارے ہاں اخراج کا تناسب برائے نام ہے اس لئے شدت میں کی ہماری دوسری ترجیح ہے۔ پھر یہ اس لئے بھی اہم ہے کہ تبدیلی آب و ہوا پر اقماں متعدد کا فریم ورک کیونش (یوائی ایف سی ہسی) دیا جہری اوقام سے جو تقاضہ کرتا ہے ہم نہیں چاہتے کہ ہم اس عمل سے باہر رہ جائیں۔ اور ہم کی ایسی صورتحال سے دوچار ہونا بھی نہیں چاہتے جس میں ہم اخراج کی اس سطح کو پہنچ جائیں جو بین الاقوامی معیارات تو در کنارہ ہمارے اپنے ماحول کے لئے بھی ناقابل برداشت ہو۔ صاف بات تو یہ ہے کہ اگر ہم اپنی پالیسی دستاویز پر نظر ڈالیں تو عملی طور پر اس میں ان تمام امور کا خیال رکھا گیا ہے۔ ملک میں وفاقی اور صوبائی دونوں سطح پر کام کرنے والے مالویاتی تحفظ کے تمام اداروں کے پاس قانونی ذرائع موجود ہیں۔ اصل سوال ان پر عملدرآمد کا ہے۔ ہمارے پاس قوانین، پالیسیاں اور سمت موجود ہے۔ اس عملدرآمد پر کچھ جدید غور و گذر کی ضرورت ہے۔



## شفقت کا خیل

رکن بورڈ آف گورنر، الیس ڈی پی آئی

کیا پاکستان بالخصوص اہم پالیسی ساز حلقوں میں تبدیلی آب و ہوا اور اس کے اثرات پر خاطر خواہ آگاہی موجود ہے؟ اس آگاہی کو مزید بہتر بنانے اور اس اہم شعبے میں پالیسی سازوں کے اندر ایک پنجیہ عزم پیدا کرنے اور اسے دیرپاحدت قائم رکھنے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ عام آدمی بالخصوص تعلیم یافتہ لوگوں میں خاطر خواہ آگاہی موجود ہے اور ہمارے انگریزی اخبارات میں یکے بعد دیگرے شائع ہونے والے آریکل اور تجویں کی بدلت اسے مزید فروغ ملا ہے۔ لیکن پالیسی سازوں کے بارے میں آپ یہ بات نہیں کہہ سکتے جو لوگ حکومت چلا رہے ہیں وہ ایک طرح سے آب و ہوا کی تبدیلی کے شعبے سے خوفزدہ نظر آتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت زیادہ ہنگفتگی نویعت کا معاملہ ہے اور یہ ان سے متعلق نہیں ہے یا ان کی کچھ سے بالاتر ہے۔

اب ہونا یہ چاہئے کہ سینیاروں اور رکشاپیں کا اہتمام کیا جائے اور آسانی سے سمجھائے اولیا پالیسی بریف تیار کی جائیں تاکہ ہمارے وزراء، سینئر کام اور اکان پاریمان سمجھ سکیں کہ آب و ہوا کی تبدیلی کا تعلق بانی، خوارک، تو انہی اور حست جیسے اہم شعبوں کی سلامتی کے ساتھ ہے، اس کا تعلق روکڑا رے ہے اور یہ درصل ہمارے عوام کو ان آفات سے تحفظ فراہم کرنے کی بات ہے جن کے تو اتر اور جنوب میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ابھی تک ایسا ہوا ہے اور پیوس میں آب و ہوا کی تبدیلی پر اس وقت جو کافرنس ہو رہی ہے اس کا تیجہ کچھ بھی ہواں کی ضرورت بہر حال برھتی جا رہی ہے۔

کیا پاکستان کے مجموعی پالیسی فریم درک اور سرکاری اخراجات میں تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے اور طرزندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے اقدامات کوئی ترجیح دی جاتی ہے؟ اس حوالے سے پالیسی، قانونی یا انتظامی شعبوں میں کن کن تبدیلیوں یا اقدامات کی ضرورت ہے؟

اس تبدیلی کی شدت کم کرنا اور طرزندگی اس کے مطابق ڈھالنا، یعنی ان دونوں کو اپنی قومی تربیجات کے طور پر قبول کرنا ہوگا۔ جہاں تک شدت میں کمی کا تعلق ہے تو ترقی یا فنی مکلوں میں اسے زیادہ ترجیح ملنی چاہئے کیونکہ تبدیلی آب و ہوا کا مسئلہ ان مکلوں میں ہونے والے گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور انہی کو اس کے پر پوری طرح قابو پانا ہوگا۔ لیکن پاکستان جیسے ترقی پذیر مکلوں کو سمجھی شدت میں کمی لانے اور طرزندگی اس کے مطابق ڈھالنے کی خصوصی قبول کرنا ہوگی۔ یہ کمی وجود کی بنا پر مکمن ہے۔ اس کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ تو انہی اور شدت میں کمی آپس میں ایک دوسرے سے جڑے ہیں۔ تمام ترقی پذیر مکلوں کو اپنی صفت، اپنی زراعت، اپنی ترانسپورٹ، ہبتاں، سکولوں اور منڈیوں کو بہتر طور پر چلانے اور اپنے ذمتوں کو کام کرنے اور اپنے گھروں کو رہنے کے لئے زیادہ آرام دہ بنانے کے لئے تو انہی کی اضافی مقدار کی ضرورت ہے۔

اگر ترقی پذیر مالک اس قابل ہو جائیں کہ وہ تو انہی کے صاف اور قابل تجدید یا ذرائع اپنا سکیں تو تبدیلی کی شدت میں کمی لانا اور طرزندگی اس کے مطابق ڈھالنا، دونوں کام ہو جائیں گے۔ شدت میں کمی لانے کا مطلب یہ ہے

کہ تو انہی کے صاف ذرائع مشاہد ہوا، پانی اور شکری تو انہی کا استعمال کیا جائے کیونکہ ان سے گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج اس اخراج کے مقابلے میں کمی ہے جو بھلی اور تو انہی کے دیگر ذرائع پیا کرنے کے لئے فوسل اینڈ ہسن کے استعمال سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قابل تجدید یا تو انہی سے ترقی پذیر مکلوں کی مقابلے کی صلاحیت بھی بہتر ہو گی جس کی بدلت وہ تبدیلی آب و ہوا کے منفی اثرات سے نہ سکیں گے جسے آپ طرزندگی اس تبدیلی کے مطابق ڈھالنے کا نام دے سکتے ہیں۔ ان پالیسیوں اور طریقوں کا مقدمہ لوگوں کیمیونر، اقتصادیات اور ماہلیاتی نظاموں کو آب و ہوا کی تبدیلی کے منفی اثرات سے محفوظ بنا لے۔ لہذا میں نہیں سمجھتا کہ تبدیلی کی شدت کم کرنے اور طرزندگی اس کے مطابق ڈھالنے میں کوئی زیادہ فرق ہے اور نہیں ان دونوں کے درمیان کسی طرح کا کوئی تصادم ہے کہ ہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دیں۔ یہ بات بالخصوص پاکستان پر عین صادق تھی ہے۔

فوسل اینڈ ہسن کے استعمال کی وجہ سے دنیا بھر میں بالخصوص ابھرتی ہوئی معیشتیوں میں بے پناہ آلوگی پھیلی ہے اور ہمیں ان مٹاٹوں سے کچھ نہ کچھ سکھنا چاہئے۔ اگر جیلن اور ہمارت میں تو انہی کے زیادہ صاف ذرائع استعمال کے جاتے تو آج یہ بھگ اور نی دبی اس طرح دھوئیں اور ہندنکی لپیٹ میں نہ ہوتے جس طرح یہ نظر آرہے ہیں۔ لہذا ترقی پذیر مکلوں کو سمجھنا چاہئے کہ تبدیلی کی شدت میں کمی لانا اور طرزندگی اس کے مطابق ڈھالنا دونوں ایک ہی سکے کے درون ہیں۔ آئے والے سالوں میں طرزندگی آب و ہوا کی تبدیلی کے مطابق ڈھالنے پر زیادہ توجہ دینا ہو گی کیونکہ طرح طرح کی قدرتی آفات مثلاً سمندری طوفان، آندھیاں، سیلاب اور گری کی وجہ سے جس کا ناظرہ ہم نے کر پائی میں کیا، دن پر دن عام سی باتیں فتنی جاری ہیں اور براہ راست لوگوں کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ ہمیں جنکی بنیادوں پر کام کرنا ہو گا اور اپنے لوگوں کو تبدیلی آب و ہوا کے اثرات سے محفوظ بنا لے گا۔ آب و ہوا کی تبدیلی سے تازہ پانی کے وسائل میں جو کمی آئی ہے اس سے نہیں کے لئے خاص طور پر ایک منصوبہ کی فوری ضرورت ہے۔

صومائی، ضلعی اور کمیونی کی سطحوں پر طرزندگی آب و ہوا کی تبدیلی کے مطابق ڈھالنے اور اس کی شدت میں کمی لانے کے اقدامات پر عملدرآمد میں کون کون سے مسائل پیش آرہے ہیں؟ صورتحال بہتر بنانے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

پالیسیوں پر عملدرآمدی سب سے بڑا چیخ ہے۔ ہم نے 2012ء میں تبدیلی آب و ہوا پر قومی پالیسی کے نام سے ایک جام پالیسی فرم ورک کی منظوری دی جو 2008ء میں قائم کئے گئے منصوبہ سازی کمیں کے تحت تشكیل دی گئی تاسک فرس کی رپورٹ پر منی ہے۔ میں نے فرم ورک کا لفظ اس نے استعمال کیا ہے کہ اس میں تبدیلی کی شدت میں کمی لانے، طرزندگی اس کے مطابق ڈھالنے، غیر محفوظ شعبوں مثلاً پانی، تو انہی، زراعت، خوارک، ٹرانسپورٹ، ساحلی علاقوں اور بحیثیت مجموعی عوام سے متعلق اسٹرداد بہتر بنانے کے لئے پالیسی اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔ اس فرم ورک میں کوئی 120 پالیسی اقدامات دیتے گئے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی کہ تبدیلی کی شدت میں کمی لانے اور طرزندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے قومی منصوبے تشكیل دیتے جائیں۔ حق تو یہ ہے کہ ہمیں کمی طرح کے عملی منصوبوں کی ضرورت ہے مثلاً ہینا لوچی کے شعبے کے لئے عملی منصوبہ، ان کاموں پر سرمایہ



## ڈاکٹر غلام رسول

سیکرٹری  
مکملہ موسیات پاکستان

کیا پاکستان بالخصوص اہم پالیسی ساز حلقوں میں تبدیلی آب و ہوا اور اس کے اثرات پر خاطر خواہ آگاہی موجود ہے؟ اس آگاہی کو مزید بہتر بنانے اور اس اہم شعبے میں پالیسی سازوں کے اندر ایک پختہ عزم پیدا کرنے اور اسے دیر پا حد تک قائم رکھنے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

عام لوگوں میں آگاہی آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے کیونکہ مختصر عرصے کے اندر ہی سیالاب، خلک سالی، طوفان، گری کی لہر، گلکیشنر چیلیوں سے بیدا ہونے والے سیالاب اور شدید بارش کی ٹکل میں متواتر کئی آفات ہیں اپنی لپیٹ میں لے چکی ہیں۔ وہ 2025 میں بھی پالیسی پر ضروری توجہ دی گئی ہے لیکن عملدرآمد کا کام سست رہا ہے۔

کیا پاکستان کے مجموعی پالیسی فرمم ورک اور سرکاری اخراجات میں تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے اقدامات کو کوئی ترجیح دی جاتی ہے؟ اس حالت سے پالیسی، قانونی یا انتظامی شعبوں میں کن کن تبدیلیوں یا اقدامات کی ضرورت ہے؟

تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں کی پر سب سے کم توجہ دی جاتی ہے کیونکہ گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں پاکستان کا حصہ بہت نام ہے۔ تاہم طرز زندگی بدقیق آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے پر ضروری توجہ ڈھالنا چاہئے۔ ”بہت زیادہ پانی اور بہت کم پانی“ پاکستان کا بنیادی چیلنج ہے جس کا ازالہ کرنا ہو گا اور اس کا ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ذخیرہ میں اضافہ کیا جائے کیونکہ پیشتر ملک ایسا کر کچھ ہیں اور کر رہے ہیں۔ خیریت ہائیکو اور پیچاہ میں مون سون کی شدید بارشوں کی وجہ سے تباہ کن سیالاب آئے جن کی وجہ سے فضلوں اور بنیادی ڈھانچے کو شدید نقصان پہنچا۔ لہذا مون سون کے موسم کے دوران اگر پانی خیریہ کر لیا جائے تو سیالاب اور خلک سالی میں کی آئے گی اور یوں تو انہی کے شعبے میں سلامتی یقینی بنانے میں مدد ملے گی۔

صوبائی، ضلعی اور کیمنی کی سطح پر طرز زندگی آب و ہوا کی تبدیلی کے مطابق ڈھالنے اور اس کی شدت میں کی لانے کے اقدامات پر عملدرآمد میں کون کون سے مسائل پیش آرہے ہیں؟ صورتحال بہتر بنانے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

پاکستان کو جگلات کے خاتے کی سزا ملی۔ ہمیں اپنی آئندہ نسلوں کے تحفظ کے لئے جگلات اگانا ہوں گے۔ حکومتی سطح پر ”مسٹر انزٹ سٹم“، کوفروغ دیا جاسکتا ہے اور قانون سازی کے ذریعے انفرادی کاروبار کے استعمال کی حوصلہ ٹھنی کی جاسکتی ہے۔ فضلوں کو استعمال میں لایا جائے، اس سے بھلی پیدا کی جائے اور اسے زیریز میں فلن کرنے کے بجائے اس سے ٹھنی مصنوعات تیار کی جائیں۔ پانی کو اب ان اشیائے ضروریہ میں شامل کرنا ہو گا جن کا استعمال ادا ٹھنی سے مشروط ہے اور جن علاقوں میں پانی کی کٹھ کم ہو رہی ہے دبائی زینی پانی کے استعمال پر قوانین تشكیل دینا ہوں گے۔ گلکیشنر زوالے علاقوں میں درخت کاٹنے پر پابندی عائد کی جائے اور کھانا پاک نے اور گھروں کو گرم رکھنے کے لئے لیگس کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

لگانے کا عملی منصوبہ، بالخصوص مقامی سطح پر استعداد بہتر بنانے کا منصوبہ وغیرہ۔ تا حال ایسا کچھ نہیں ہوا اور ہم اس سلسلے میں جو کچھ کوشش کر رہے ہیں اور مالیاتی، یونکنالوچی، اوقیعہ استعداد کے انتہا سے بیرونی امداد حاصل کرنے کے لئے جو کچھ دوڑ دھوپ کر رہے ہیں اس کے درمیان ایک شدید قسم کا خلاء پایا جاتا ہے۔

دوسری جانب ایک اور اہم بات یہ ہے کہ پاکستان بہت سے ایسے کام کر رہا ہے جنہیں آپ تبدیلی آب و ہوا کی چھتری تسلیک کرتے ہیں۔ وزارتیڈ پاورڈولپیمنٹ اتحارٹی نے پن بھلی کے شاندار منصوبے تیار کئے ہیں جن میں دریائے مندھ پر بنائے جانے والے بڑے پارکیٹ سب سے اہم ہیں۔ تو انہی کے قابل تجدید یہ ذراائع کو ترقی دینے اور تو انہی کے عمدہ استعمال کی فروع دینے کے لئے بھی کمی کو کوشش کی جا رہی ہیں۔ انہیں ہم تو انہی سے متعلق سرگرمیوں میں شارکر کرے ہیں حالانکہ بنیادی طور پر ان کا تعلق آب و ہوا کی تبدیلی سے ہے۔ اگر آپ صاف اور قبل تجدید تو انہی حاصل کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔

لہذا آگر آپ اپنالاب ولہجہ تبدیل کر لیں اور تو انہی کو بھی تبدیلی آب و ہوا کے فرمم ورک میں شامل کر لیں تو آپ یہیں الاقوامی برادری کو قائل کر سکتے ہیں کہ آپ اس مسئلے کے بارے میں کس قدر سمجھدے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کر سکتے ہیں کہ پاکستان تبدیلی آب و ہوا سے متعلق اپنے چیلنجوں سے منٹے کے لئے تیار ہے۔ اس کا ایک اور فائدہ یہ ہو گا کہ ترقی پذیر ملکوں کو اس تبدیلی کی شدت کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے میں مدد دینے کے لئے اقوام تحدہ کے تبدیلی آب و ہوا کیونش کے فرمم ورک میں جو موقع پیدا کر دیے گئے ہیں ان سے فائدہ اٹھانے میں بھی بڑی مدد ملے گا۔ ان میں گرین کالائیمیڈ فنڈ، جس کے تحت ادائیگی کا سلسہ پہلے ہی شروع ہو چکا ہے، اڈا ٹھیش فنڈ یونکنالوچی، یونکنالوچی، جسے ادارے شامل ہیں۔ پاکستان کا اپنا ادارہ جاتی نظام مشکلمانا ہو گا تاکہ وہ یہ سرمایہ، یونکنالوچی اور استعداد حاصل کر سکے جس کی ہمارے ملک کو اشد ضرورت ہے۔

صوبوں اور مقامی کیونٹری میں استعداد کا سوال بنیادی نویت کا ہے۔ کیونکہ آپ اپنے طرز زندگی کی محض اسلام آباد میں اس تبدیلی کے مطابق نہیں ڈھالیں گے بلکہ یہ کام اصل میں پاکستان کے بھروس، قصبوں اور بستیوں میں ہو گا۔ اس لئے ضروری ہو گا کہ ہم اپنے صوبوں، ملکوں، قصبوں اور بستیوں میں اپنی اس استعداد کو نیا ایسا حد تک بہتر بنائیں۔ دراصل ہمارے ملک کو گورننس کے ایک انقلاب کی نوویت کا ہے۔ پاکستان میں ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ دن پہنچ فعال ہوتے گورننس کے اس نظام کے سوا کچھ نہیں اور میں یہ بات محض ”حکومت“ کے بارے میں نہیں بلکہ ریاست کے کہیں اعضا کے بارے میں کہ رہا ہوں۔ میری مخنانہ ایمید ہے کہ گورننس کا انقلاب آئے اور ایک نئے دور کا آغاز ہو جس میں ہم تبدیلی آب و ہوا سمیت اپنی تمام مشکلات کو دور کریں۔



## شاہد کمال، ریٹائرڈ پاکستانی سفیر

بانی و سربراہ اسٹری فارکلائیٹ ریسرچ اینڈ ڈیلپہنٹ (سی ای آر ڈی)  
کامیش انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن شکنناوجی

کو اس قابل بنا سکتے ہیں کہ وہ تبدیلی آب و ہوا کے متعلق اثرات سے منٹھنے کے لئے بہتر طور پر تیار ہوں۔

موجودہ حالات میں جبکہ پاکستان میں گورنمنس کے ڈھانچے میں اختیارات ٹھیک سطح پر منتقل کئے جا رہے ہیں تو یہ بات بھی اہم ہے کہ جو مقامی کوئی ملین و جو دیگر آرہی ہیں ان میں پہلے آگاہی پر یوں کی جائے اور پھر انہیں صوبائی منصوبوں کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ تبدیلی آب و ہوا کے خلاف اقدامات پر عملدرآمد کا ایک بہتر اور ہاہم مریب طبق نظام وجود میں آسکے۔

کیا پاکستان کے مجموعی پالیسی فرم و ک اور سرکاری اخراجات میں تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھانلنے کے اقدامات کو کوئی ترجیح دی جاتی ہے؟ اس حوالے سے پالیسی، قانونی یا انتظامی شعبوں میں کن کن تبدیلیوں یا اقدامات کی ضرورت ہے؟

پاکستان اس وقت گرین ہاؤس گیسیں خارج کرنے والے ملکوں کی عالمی رینکنگ میں بہت نیچے ہے۔ تاہم اس کی آبادی، ٹرانسپورٹ کا شعبہ اور شہری علاقوں میں آباد ہونے کا راجحان یہاں تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے ہمارے ملک میں ہوا کے معیار پر بے پناہ متعلق اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اس لئے صرف تبدیلی آب و ہوا کی شدت کم کرنے کے سوال پر بھی بحث آنے والے سالوں میں اہم سے اہم تر ہوتی جائے گی۔

ہمارے شہروں میں آلوگی کی سطح بڑھ رہی ہے۔ عالمی ادارہ صحت اور عالمی بیک کی ایک روپرٹ کے مطابق ہمارے بڑے شہروں میں آلوگی کی سطح بڑھ رہی اور پشاور میں آلوگی اس سطح کو تیزی رہی ہے جو ہوا کے معیار اور صحت پر اپنے عمومی اثرات کے اعتبار سے غیر صحت مند سمجھی جاتی ہے۔ ہوا کا معیار شایدیں الوقت اتنا برا مسئلہ نہ ہو لیکن جس شرح کے ساتھ فراہوش آبادی کی پیش گویاں کی جاری ہیں اور اس کے نتیجے میں جس طرح شہری علاقوں میں آباد ہونے کا راجحان پیدا ہو گا اس کے پیش نظر آئندہ پذیرہ سے میں سالوں میں یہ ایک بڑا مسئلہ ہو جائے گا۔ اس لئے ہمیں تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں کم کی کوچنے پالیسی فرم و ک اس میں مرکزی جیشیت دینا ہو گی۔

اسی طرح ٹرانسپورٹ کا شعبہ اور عمارتوں کی تیز رفتار تعمیر بھی ملک میں آلوگی کی سطح بلند کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے اور اسی بناء پر پالیسی سازوں کو تبدیلی آب و ہوا کے اثرات کی شدت کم کرنے والیں ترجیح دینا ہو گی۔

لہذا میوپل حکام کو تبدیلی آب و ہوا کی شدت میں کمی لانے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھانلنے کے اقدامات کو شہری منصوبہ بندی میں ختم کرنا ہو گا۔ انہیں تغیراتی کام کے دوران عمارتوں کی پائیداری اور ماحولیاتی پہلو کو بھی آپس میں ختم کرنا ہو گا اور شہری منصوبہ بندی میں سبزہ زاروں اور اپارکوں کو لزاٹی نیتیت دینا ہو گی۔ ٹرانسپورٹ کے شعبے میں پالیسی سازوں کو اخراج کی حدود اور پرستال کے معیار نافذ کرنا ہوں گے۔ اگرچہ یہکو بڑا جیتن ہو گا لیکن اگر ہوا کا معیار بند تر تجھے بدتر ہوتا کیونکہ بالخصوص پھوپھو کی سخت پر گین اثرات مرتب کرے گا جس سے دمہ جھیٹی بیماریاں بڑے بیانے پر بھیل سکتی ہیں۔

کیا پاکستان بالخصوص اہم پالیسی ساز حلقوں میں تبدیلی آب و ہوا اور اس کے اثرات پر خاطر خواہ آگاہی موجود ہے؟ اس آگاہی کو مزید بہتر بنانے اور اس اہم شعبے میں پالیسی سازوں کے اندر ایک پختہ عزم پیدا کرنے اور اسے دیر پاحدت قائم رکھنے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

پاکستان میں تبدیلی آب و ہوا اور اس کے اثرات پر آگاہی کی سطح موزوں نہیں ہے، خاص طور پر اس صورت میں کہ جب اس کا موازنہ آگاہی کی عالمی سطح سے کیا جائے۔ تاہم اچھی بات یہ ہے کہ ایڈ وکٹسی پر کافی کام ہو رہا ہے جو ہمیں تبدیلی آب و ہوا اور اس کے اثرات پر آگاہی پر چیلانے میں ایں جی اور، یونیورسٹیوں اور میڈیا کی طرف سے بڑھتے ہوئے فعال کردار کی صورت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ کامیش میں قائم کیا جانے والا ادارہ سی ای آرڈی ایسی ہی ایک مثال ہے جس کا نیا دی مقصود تبدیلی آب و ہوا سے متعلق سائل پر تجھیں کرنا ہے۔

میڈیا پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تبدیلی آب و ہوا پر آگاہی پھیلانے میں فعال کردار ادا کرے۔ اگرچہ اخبارات کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن ریڈ یو زیادہ موثر ثابت ہو سکتا ہے خاص طور پر دیکھی علاقوں کے لوگوں تک پہنچنے کے لئے جو آب و ہوا میں آنے والے تغیرات سے سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔

حکومتی سطح پر بھی وزارت تبدیلی آب و ہوانے ان مسائل کے ازالہ کے لئے اپنا کام تیز کر دیا ہے اور اب زیادہ بھر پور انداز میں اقدامات کر رہی ہے۔ اس وزارت کو پالیسی سازوں کی جانب سے بہتر معاونت، پختہ عزم اور وسائل کی ضرورت ہے تاکہ یہ موثر طریقے سے کام کر سکے۔ آنے والے سالوں میں تبدیلی آب و ہوا سے پاکستان کو درپیش خطہ زیادہ شدید ہو جائے گا۔ لہذا پالیسی سازوں کو یہ بات تلقین بناںی چاہئے کہ پاکستان کو جس نوعیت اور پیمانے کا خطرہ درپیش ہے ہمارا عزم، تیاری اور وسائل اس کے مطابق ہوں۔

علاقائی سطح پر اخخار ہویں آئینی ترمیم کے تحت صوبائی حکام کو زیادہ اختیارات مل گئے ہیں اور اب ان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تبدیلی آب و ہوا اور ماحولیات سے متعلق امور نمازیں۔ وفاقی اور صوبائی سطح کے حکام کے درمیان کو آرڈینیشن بہتر بنانا ہو گی۔ اگرچہ کوآرڈینیشن کے نظام بہتر ہو رہے ہیں لیکن انہیں مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے جس کے لئے بالخصوص تبدیلی آب و ہوا کے مسائل پر باقاعدگی سے مشاورتی پیش متعقد کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ صوبوں نے پہلے ہی تبدیلی آب و ہوا کے یونٹ تکمیل دے دیے ہیں جو ایک لاکٹھیں اقدام ہے۔

اصل کام ضلعی سطح پر کرنے کی ضرورت ہے جبکہ تبدیلی آب و ہوا پاکستانی ایشیا اور لاطینی امریکہ کے ملکوں میں مل جاتی ہیں جبکہ لوگوں کو معلومات اور وسائل کے ذریعے اپنے اس قابل بنا لیا گیا ہے کہ وہ تبدیلی آب و ہوا سے پیدا ہونے والے مسائل کے مقابلے کی صلاحیت بہتر بنائیں۔ مثال کے طور پر انہیں ان اقدامات کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں جو مختلف سالی اور سیال کے اثرات اور بازار کے بدلتے اطوار کی شدت کرنے کے لئے کے جاسکتے ہیں۔ ضلعی سطح پر اس طرح کے اقدامات کے ذریعے پالیسی ساز مقامی لوگوں

کی جا سکتی ہے اور پانی کا ضیاع کم کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح مقامی لوگ تبدیلی آب و ہوا کے مقنی اثرات کی شدت میں کی لاسکتے ہیں۔ تاہم ان اقدامات پر عملدرآمد کامیاب بنانے کے لئے تبدیلی آب و ہوا اور ماحولیات کے صوبائی تکمیلوں کو مقامی کونسلوں کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔

مقنی سطح پر مقامی کو نسلیں صوبائی حکام کی مدد سے کمینوں گروپوں کو بیکار کر سکتی ہیں۔ ان کمینوں گروپوں کو پہلے معلومات فراہم کی جائیں اور پھر یہ آگاہی مزید پھیلانے اور تبدیلی آب و ہوا کے اقدامات پر عملدرآمد کی ذمہ داریاں سونپی جائیں۔

عملدرآمد کے اعتبار سے استعداد میں بہتری بھی بہت ضروری ہے اور یہ بہتری صرف مسائل میں کافی نہیں بلکہ اس کے لئے مقامی اداروں اور حکام کو بنیادی تکنیکاں کی سے بھی لیں کرنا ہو گا۔ تاہم کمینوں میں اور مقامی اداروں کو بنیادی معلومات اور تکنیکاں کی فراہمی بھی انتہائی موثر اور خاطر خواہ ثابت ہو سکتی ہے۔ تبدیلی آب و ہوا کے مقنی اثرات کی شدت کم کرنے کے اقدامات پر معلومات کے لئے ہم ایک طرف دوسرے مکلوں کے تجربات، وہاں شروع کئے گئے پر اجتناس اور بہترین اقدامات سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں تو دوسری جانب اس بنیادی تکنیکاں کی استعمال میں لاسکتے ہیں جو ہمارے معاشرے میں پہلے سے موجود ہے۔

آب و ہوا کی وجہ سے جو تبدیلی آرہی ہے اسے سمجھتے اور پھر موزوں حکمت عملیوں اور لوگوں کی فعلی کے ذریعے طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہم مقابله کی اس قوت کو بہتر بنائیں جس کی ضرورت ہمیں مستقبل میں پڑے گی۔ یہ سب کچھ ممکن ہے بشرطیکہ ہم قوی سطح پر اور میں الاقوامی سطح پر بھی بہتر رابطوں، بہتر ابلاغ اور بہتر تعاون کے ساتھ اپنا کام شروع کر دیں۔ یہ ایک عالی مسئلہ اور عالمی چیز ہے اور یہ پوری دنیا کی بھیگتی کا امتحان بھی ہے کہ وہ اس خوبصورت کہاراں کو بچانے اور ان اربوں افراد کی زندگیوں اور ان کے ذرائع معاش کو بچانے کے لئے کیا کچھ کرتی ہے جن کے پاس ایک بہتر مستقبل کا موقع بہر حال موجود ہے۔

پالیسی سازوں کو دوسرے مکلوں کے تجربات سے بھی رہنمائی لئی چاہئے جیسے جیسن ہوا کی آلوگی سے منٹے کے لئے جارحانہ اقدامات کر رہا ہے اور بھارت میں ہوا کی شدید آلوگی کی وجہ سے محنت پر مغلی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ دنیا کے کئی مکلوں سے بہت کچھ سیکھنے کو اور کئی بہترین طریقے ملتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ان طریقوں کو اپنے پالیسی فریم ورکس کا حصہ بنائیں۔

تبدیلی آب و ہوا کے مسائل سے منٹے کے لئے قانون سازی بھی کرنا ہو گی اور اس کے تحت اہداف طے کرنا ہوں گے۔ تاہم اس بات کا پورا خیال رکھنا ہو گا کہ یہ اہداف اتنے بلند نہ ہوں کہ انہیں حاصل ہی نہ کیا جاسکے۔ انہیں بذریغ برھائیا جائے تاکہ ہم آہستہ آہستہ مطلوبہ متانگ حاصل کر سکیں۔ اہداف کا مسلسلہ شروع کرنے کی کچھ چھی مثالیں یہوں کیتیں ہیں کہ پلک ٹرنسپورٹ میں اخراج کا ہدف صفر مقرر کیا جائے، کارروں سے اخراج کی حدود مقرر کی جائیں اور ہر دو سال بعد تمام کارروں کے لئے اخراج کا نیٹ کرانا لازمی فراہد یا جائے۔

صوبائی، ضلعی اور کمینوں کی سطح پر طرز زندگی آب و ہوا کی تبدیلی کے مطابق ڈھالنے اور اس کی شدت میں کمی لانے کے اقدامات پر عملدرآمد میں کون کون سے مسائل پیش آرہے ہیں؟ صورتحال بہتر بنانے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

عملدرآمد کے اعتبار سے ضرورت اس امر کی ہے کہ اٹھارہ ہویں ترمیم کو بہتر طریقے سے سمجھا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ذمہ داریاں اور مسائل تقویطیں کر کے اسے زیادہ موثر کس طرح بنایا جاسکتا ہے۔ دوسرے، ہمارے گونزے کے نظام میں اس سوال کا جواب دینا ضروری ہے کہ مقامی کونسلوں کو صوبائی حکام کے ساتھ کس طرح ضم کیا جائے گا۔ تبدیلی آب و ہوا کی سرگرمیوں پر عملدرآمد میں اگر مقامی کونسلوں کو ساتھ ملایا جائے تو ان پالیسیوں پر مضمونہ سازی اور عملدرآمد کیمیں زیادہ موثر ہو سکتا ہے۔

تیرپاپلہوفاقی حکومت اور ان ویسی ترہ نہما اصولوں سے متعلق ہے جو وہ پاکستان کی طرف سے کئے گئے ہیں الاقوامی وعدوں پر اور میں الاقوامی حمایت کے ان نظاموں پر صوبائی حکام کو فراہم کر سکتی ہے جو ان کے لئے دستیاب ہیں اور جن سے وہ فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ یہ صوبائی حکام کے لئے اس لحاظ سے مفید ہوں گے کہ وہ ان ممکنات اور موقع کی نوعیت کو سمجھ سکیں جو قومی اور میں الاقوامی سطح پر ان کے لئے موجود ہیں اور ان سے مدد لیتے ہوئے تبدیلی آب و ہوا کی پالیسیاں تکمیل دیں اور انہیں کامیابی کے ساتھ عملی جامہ پہنانیں۔

اگرچہ پاکستان میں تبدیلی آب و ہوا پر آگاہی اتنی زیاد نہیں ہے جتنا ہونی چاہئے لیکن حالیہ رحمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے ذاتی تجربات کی بناء پر لوگوں میں اس حوالے سے آگاہی بڑھ رہی ہے۔ اس آگاہی کو آگے بڑھانے کے لئے ایسے اقدامات کرنا ضروری ہیں جن کے ذریعے لوگوں کو بتایا جائے کہ تبدیلی آب و ہوا کے اثرات کیا ہیں اور ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو کس طرح بہتر طور پر تیار کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس سطح میں فصلیں، گانے کے طریقے تبدیل کے جا سکتے ہیں، آپاٹی کے طریقوں میں پانی کی بچت

# نوجوانوں کی آواز

## بلوچستان

کیا نوجوان آب و ہوا کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں جانتے ہیں؟ کیا اس سے پاکستان میں آب و ہوا کی تبدیلی کے اثرات کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے میں کوئی مدد مل سکتی ہے؟



حنفیہ  
ہاشم

تعلیم یافتہ نوجوان یقیناً اس مسئلے کے بارے میں جانتے ہیں جو پوری دنیا کے لئے ایک چیخنے کی شکل اختیار کر چکا ہے اور وہ آگاہی پیدا کرنے اور مسئلے سے منٹھنے کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالنے میں ثابت کردار ادا کر سکتے ہیں۔



عبدہ بوج

جہاں تک نوجوانوں کا تعلق ہے تو آب و ہوا کی تبدیلی کے بارے میں آگاہی برائے نام ہے۔ اس صورتحال کو بدلنا ضروری ہے۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے اثرات کم کرنے میں نوجوانوں کو ایک فعال کردار ادا کرنا چاہیے اور حکومت پر زور دینا چاہیے کہ وہ اس اہم مسئلے پر ضروری توجہ دے۔



تahir  
احمد

بلوچستان کے حالات نے نوجوانوں کو محبوک رہا ہے کہ وہ آب و ہوا کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے مسائل پر اپنی آگاہی بہتر بنائیں کیونکہ یہاں پانی کی سطح خیچ جا رہی ہے جس کے نتیجے میں زرعی پیداوار میں نمایاں کم آئی ہے، بارش کم ہوتی ہے اور گلوبل وارمنگ بڑھ رہی ہے۔ غرض آب و ہوا کی تبدیلی نے اس خطے پر شدید اثرات مرتب کئے ہیں۔ واحد حل یہی ہے کہ حکومت زیادہ فعال ہو اور مختلف منصوبوں کا آغاز کرے جیسے ڈیوں کی تعمیر، بھر کاری مہمیں، درخت کاٹنے پر پابندی وغیرہ۔



فرید  
احمد

نوجوان کسی حد تک آب و ہوا کی تبدیلی سے آگاہ ہیں۔ گلوبل وارمنگ کے نتیجے میں گلیشیر تیزی سے پھل رہے ہیں جس کی وجہ سے بارش اور خشکی میں عدم توازن پیدا ہو سکتا ہے اور نتیجہ سیالب آسکتے ہیں۔ نوجوان سیاسی نمائندوں کو حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہیے کہ وہ اس مسئلے سے منٹھنے کے لئے اقدامات کرے، جنگلات کی کٹائی کی روک تھام کرے، نضائی آلوگی اور دیگر اثرات کو قابو میں لائے۔

# نو جوانوں کی آواز

## سندرھ

کیا نوجوان آب و ہوا کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں جانتے ہیں؟ کیا اس سے پاکستان میں آب و ہوا کی تبدیلی کے اثرات کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے میں کوئی مدد ملتی ہے؟



اجلا احمد

حالیہ سالوں میں یہ بات زیادہ کھل کر سامنے آگئی ہے کہ آب و ہوا کی تبدیلی سے ہمارے لئے خطرات بڑھ رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان ابھی اس مسئلے سے پوری طرح آگاہ نہیں لیکن چند سالوں میں انہیں بھی معلوم ہو جائے گا۔ ہمارے نوجوان تی عادقوں اور سینا لو جیز کو پانے میں ماہر ہیں اس لئے وہ آب و ہوا کی تبدیلی کے خلاف جنگ میں ایک عمدہ کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اور موجودہ حالات میں تو ان کا کردار زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ جب آب و ہوا کی تبدیلی ایسی حقیقت بن چکی ہے جس سے پاکستان آکھیں نہیں چراستا اور اب تو یہ زیادہ شدت کے ساتھ سامنے آنے لگی ہے۔



عطا رحمان رزمی

آب و ہوا کی تبدیلی کی بات آتی ہے تو اس مسئلے کے حل کے لئے ماہرین کی طرف دیکھتے ہیں۔ لیکن ایک کمیونٹی ایسی ہے جس سے ہم بہت کچھ سمجھتے ہیں لیکن ان کا اثر سے نظر انداز کر دیتے ہیں اور وہ ہیں یونیورسٹی طلباء یا نوجوان۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے اثرات کو روکنے کے لئے نوجوانوں کا ایک واضح کردار طے کرنے کی ضرورت ہے۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے بارے میں آگاہی اور اس سے منشے کے لئے نوجوانوں کے کردار کے بارے میں بڑے پیمانے پر سنڈر یونیورسٹی کا اہتمام کرنا ناجائز ہے۔ آب و ہوا کی تبدیلی میں متعلق پالیسی ترقی کے ایک ایسے عمل پر حکومت پاکستان کے عزم کو ظاہر کرتی ہے جو اس تبدیلی کے مقابلے کی صلاحیت رکھتا ہو۔



علی حیدر شاہ

میرے دادا بتاتے ہیں کہ 1960 کی دہائی میں بارشیں وقت پر ہوتی تھیں، فصلیں، موسمی چکل اور موسم اپنے وقت پر آتے تھے۔ اب صورتحال بالکل بدال گئی ہے۔ بارش کم ہوتی ہے، درجہ حرارت بڑھ گیا ہے اور موسموں کے تواتر میں بے قاعدگی پیدا ہو گئی ہے۔ نوجوانوں کے مددوں میں کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ آگاہی پیدا کریں۔ آلو گی میں کمی لائی جائے۔ شہر کاری کی سرگرمیاں بڑھائی جائیں اور دھواں دینے والی گاڑیوں کی مناسب طریقے سے گھرانی کی جائے۔



سرفراز احمد شفیق

بیشتر نوجوان آب و ہوا کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے مسائل اور اس کے اسباب کے بارے میں جانتے ہیں اور اس کی شدت کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کی طبی اور اخلاقی کوششوں کے ذریعے وہ اس پر قابو پانے میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے گھروں، اپنے مقدس مقامات اور اپنے تدریسی مرکزوں میں پودے لگائیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ پانی پچائیں اور گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج کم کریں۔

# نوجوانوں کی آواز

## پنجاب

کیا نوجوان آب و ہوا کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں جانتے ہیں؟ کیا اس سے پاکستان میں آب و ہوا کی تبدیلی کے اثرات کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے میں کوئی مدد ملتی ہے؟



**محفوظ الرحمن**

انسان جو کچھ کرتے ہیں جیسے ٹریک کے ذریعے آلوگی پیدا کرنا، نئے پراجیکٹس کے لئے درخت کاشنا اور کارخانے، پائنس اور نیشنریاں، اصل مسئلہ یہ سب ہیں جن کے نتیجے میں گرین ہاؤس گیسوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے نوجوان نئے مسائل پر بھرپور توانائی سے کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم درخت کاشنے کے تھانات پر ان لوگوں کو پریزنسنر دیں تو ہم آب و ہوا کی تبدیلی کی شدت کم کرنے میں مدد دے سکتے ہیں اور اپنے آپ کو اور اپنے ملک کو اس کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔



**ماروا امر**

دنیا بھر میں یہ اتفاق رائے بڑھ رہا ہے کہ آب و ہوا کی تبدیلی دور جدید میں نوع انسانی کو درپیش سب سے بڑا خطرہ ہے اور یہ محنت، خوارک کی پیداوار، توانائی کے تصرف، سیکورٹی اور قدرتی مسائل کے استعمال جیسے سماجی و معاشر شعبوں پر گہرے اثرات مرتب کر سکتا ہے۔



**سونیا احمد**

میری محدود تحقیق اور علم کے مطابق موسموں کے اطوار اور ان کے تغیریں جو تبدیلیاں اور قدرتی آفات آرہی ہیں ان کا سبب آب و ہوا کی تبدیلی ہے۔ اگر پاکستان نے اس مسئلہ کا بروقت ازالہ کیا تو یقیناً یا پہنچنی اثرات مرتب کرے گا۔



**ماجد قریشی**

موسم میں آنے والی تبدیلیوں، نفوس پذیری کے رجحانات میں تبدیلیوں، زراعت پر انحصار، محدود استعداد اور مسائل کی کمی کے باعث پاکستان کو درپیش خطرات بہت زیادہ ہیں۔ آب و ہوا کی تبدیلی کی شدت کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمنئی لیکن اوجیز اور توانائی کے قابل تجدید پر طریقے اپنائیں، پرانے اسلاط کی جگہ توانائی کو مددہ طریقے سے استعمال کرنے والے آلات استعمال کریں اور ملک میں میکنٹ کے طریقوں اور صارفین کے طریقے میں تبدیلی لائیں۔

# نوجوانوں کی آواز

## خبر پختونخواہ

کیا نوجوان آب و ہوا کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں جانتے ہیں؟ کیا اس سے پاکستان میں آب و ہوا کی تبدیلی کے اثرات کم کرنے اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے میں کوئی مدد ملتی ہے؟



عبدالحمود

آب و ہوا کی تبدیلی ایک عالمی مسئلہ ہے اور اس سے منٹنے کے لئے ضروری ہے کہ دنیا بھر کے لیڈر مل کر کام کریں۔ موں موں کی بارشیں سے پیدا ہونے والے سیلاب بڑھ رہے ہیں، سڑکوں کی تغیر کے لئے جنگلات کو ختم کیا جا رہا ہے اور گرمی کی اہروں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان ان سب حالات سے بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ ہمیں اپنے جنگلات کو پچانا ہو گا، اپنے ماحول کو صاف کرنا ہو گا اور صنعتوں کے لئے قوانین بنانا ہوں گے۔ صاف اور سربراہی پاکستان ہی اس مسئلے کا وادھل ہے۔



صاعقہ خان

سول سو سائنسی ہو یا حکومت یا پھر سیاسی جماعتیں، کوئی اس مسئلے پر پوری طرح توجہ نہیں دے رہا۔ پاکستان میں آلوگی مسلسل بڑھ رہی ہے اور این جی اوز، سماجی کارکنوں اور حکومت نے اس مسئلے سے منٹنے کے لئے ملک گیر نہیں شروع نہ کیں تو آہستہ آہستہ یہ ہمارے پورے ماحول کو کھا جائے گا۔



سونیا بانو

سیاسی عزم کی کمزوری کے باعث آب و ہوا کی تبدیلی ان مسائل میں سے ایک ہے جن پر پوری طرح توجہ نہیں دی جا رہی جبکہ زیادہ تر لوگ اس کے وجود سے ہی بے خبر ہیں۔ ایسے حالات میں معلومات اور شعرواد آگاہی پھیلانے کی ذمہ داری نوجوانوں کے کاندھوں پر آ جاتی ہے۔ ایک واضح پالیسی کی تکمیل اور اس پر عملدرآمدی ضرورت ہے۔ کوڑا کرکٹ کے مسائل، بے گام ٹرینیک، صنعتوں سے پیدا ہونے والی فناٹی آلوگی اور پلاسٹک کے شاپنگ بیگ کا اندازہ دھنداستعمال، مسائل کی وہ چند مثالیں ہیں جو فوری توجہ چاہتے ہیں۔ تبدیلی کا عمل ہماری ذات سے شروع ہو گا جس کے بعد ہمیں اس تبدیلی کو اپنے خاندان اور کمیونٹی تک پھیلانا ہو گا۔



ساجد حسن

پاکستان میں آب و ہوا کی تبدیلی کے حوالے سے بڑے پیمانے پر کوئی آگاہی نہیں پائی جاتی۔ قومی میڈیا انتہا پسندی اور بڑی شخصیات کے مسلموں پر خوب توجہ دیتا ہے لیکن آب و ہوا کی تبدیلی جیسے اہم مسئلے سے پوری طرح انصاف نہیں کیا جاتا۔ اس کے اثرات محض زمین تک ہیں محدود نہیں بلکہ سمندری حیات بھی متاثر ہو رہی ہیں۔ کیمیکلز کے بہت زیادہ استعمال کو ختم کرنا ہو گا، پرانی گاڑیاں سڑکوں پر چلانے پر پابندی عائد کرنا ہو گی اور کارخانوں اور گاڑیوں کے لئے موزوں ماحولیاتی قوانین پر عملدرآمد کرنا ہو گا۔

ڈوبل پمنٹ ایڈووکیٹ  
پاکستان